عقیدۂ ختمِ نبوّت

اور

مرزا غلام احمد قادیانی

زیرِ نگرانی: پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری

مُرتّبہ

علی اکبر قادری

محمد الیاس اعظمی

شعبہ تحفّظِ ناموس ختمِ نبوّت

ادارہ منہاج القرآن

مرکزی سیکرٹریٹ، ۳۶۵۔ ایم ماڈل ٹاؤن لاہور

فون: ۸۵۴۹۲۲ — ۴۲ — ۹۲

عقیدۂ ختمِ نبوت

اور

مرزا غلام احمد قادیانی

زیرِ نگرانی: پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری

مرتبہ

علی اکبر قادری

محمد الیاس اعظمی

شعبہ تحفظِ ناموس ختمِ نبوت
ادارہ منہاجُ القرآن
مرکزی سیکرٹریٹ، ۳۶۵-ایم ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: ۸۵۴۹۲۲ — ۴۲ — ۹۲

نام کتاب ـــــــ عقیدہ ختم نبوت اور مرزا غلام احمد قادیانی
زیر نگرانی ـــــــ پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری
مرتبہ ـــــــ علی اکبر قادری ۔ محمد الیاس اعظمی
اشاعت اول ـــــــ اکتوبر ۱۹۸۸ء
تعداد ـــــــ
قیمت ـــــــ دس روپے

نوٹ: پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری صاحب کی تمام تصانیف اور خطبات و تقاریر کے ریکارڈ شدہ کیسٹوں سے حاصل ہونے والی جملہ آمدنی ان کی طرف سے ہمیشہ کے لئے ادارہ منہاج القرآن کے لئے وقف ہے۔

ناظم شعبہ نشر و اشاعت

مَولَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ

وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمْ

گورنمنٹ آف پنجاب کے نوٹیفکیشن نمبر ایس او (پی-۱) ۴-۱/۸۰-پی آئی وی مورخہ ۳۱ جولائی ۸۴ء
گورنمنٹ آف بلوچستان کی چٹھی نمبر ۸۰-۴-۲۰ ای جنرل و ایم ۴/۹۷۰-۳، مورخہ ۲۶ دسمبر ۱۹۸۷ء
اور شمال مغربی سرحدی صوبہ کی حکومت کی چٹھی نمبر ۱۱۴۴۲-۶۷-این-۱/اے-ڈی (لائبریری) مورخہ ۳۰ اگست ۸۶ء
کے تحت پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی تصنیف کردہ کتب ان صوبوں میں تمام کالجوں اور سکولوں کی لائبریریوں
کے لئے منظور شدہ ہیں

موضوعات

باب اوّل

عقیدۂ ختمِ نبوّت

احادیث، تفاسیر اور فقہِ اسلامی

کی روشنی میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی رُشد و ہدایت کے لیے حضرت آدم علیہ السلام سے جس سلسلۂ نبوّت و رسالت کا آغاز فرمایا تھا وہ نبیٔ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے اس جہاں میں تشریف لانے کے ساتھ اپنے درجۂ کمال کو پہنچ کر ختم ہو گیا۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے خاتم النبیین ہونے کا اعلان یوں فرمایا:

ما کان محمد ابا احد	محمدؐ صلے اللہ علیہ وسلم تمہارے
من رجالکم و لکن	مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں
رسول اللہ و خاتم	ہاں اللہ کے رسول اور سلسلۂ
النبیین و کان اللہ	انبیاء کو ختم کرنے والے ہیں
بکل شیءٍ علیما ۝	اور اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے

(الاحزاب : ۴۰)

خود نبیٔ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی متعدد متواتر احادیث میں اس معنی کو متعین فرما دیا ہے کہ اس کے بعد لفظ "خاتم" کے معنی و مفہوم میں کوئی ابہام باقی نہیں رہتا۔ اس موضوع پر احادیث تو آئندہ صفحات پر آ رہی ہیں اس سے پہلے اگر خاتم کے لغوی معنی و مفہوم پر مختصراً غور کر لیا جائے تو بات زیادہ واضح ہو جائیگی۔

"خاتم" کو دو طرح سے پڑھا گیا یعنی "خاتِم" اور "خاتَم" (ت پر فتحہ یعنی زبر اور کسرہ یعنی زیر کے ساتھ) اگر ت پر فتحہ کے ساتھ پڑھیں تو اس کا معنی

ہوگا آخری یوں خاتم النبیین کا معنیٰ ہوگا آخری نبی اور اگر ت پر کسرہ (زیر) کے ساتھ خاتم پڑھیں تو یہ اسم فاعل ہوگا اور معنیٰ ہوگا ختم کرنے والا۔ اس طرح خاتم النبیین کا معنیٰ سلسلہ انبیاء کو ختم کرنے والا ہوگا یعنی وہ ہستی جس پر نبوت ختم ہوگئی۔

اسی بناء پر تمام علماء لغت اور مفسرین نے خاتم النبیین کا معنیٰ آخری نبی لیا ہے مرزا غلام احمد قادیانی نے جب بتدریج نبوت کا دعویٰ کیا تو اس نے اجماع امت کا انکار کرتے ہوئے خاتم النبیین کا معنیٰ محض اپنے باطل وہم سے یہ تراشا کہ جن نبیوں کا بعد میں آنا مقدر ہے ان کی آمد کے لیے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات مہر ہے مراد یہ کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد جو بھی نبی بن کر آئیگا وہ لازماً ان کی مہر ہی سے آئے گا۔

جب سے قرآن و سنت کی واضح تصریحات اور اجماع امت کے اعلانیہ انکار پر مرزا غلام احمد اور اس کے متبعین (قادیانی و لاہوری گروپ) کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے بالاتفاق غیر مسلم اقلیت قرار دیا ہے اس وقت سے قادیانیت سے تعلق رکھنے والے لوگ بوکھلا کر سادہ دل مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لیے بالعموم دو طرح کا تاثر دیتے ہیں۔

۱۔ عوام الناس کو گمراہ کرنے کے لیے مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابوں سے بعض عبارتیں دکھا کر لفظ "خاتم" کے مختلف معانی بیان کرتے ہیں۔

۲۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا تھا بلکہ وہ صرف مسیح موعود ہونے کا ہی دعویٰ کرتے تھے۔

لیکن تمام تر باطل ہتھکنڈوں سے ان کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ وہ کسی نہ کسی طرح مرزا غلام احمد کو (نعوذ باللہ) نبی ثابت کریں۔ اس لیے ان میں سے کوئی بھی صورت ہو دونوں ہی غلط اور ناقابل اعتبار ہیں۔

اس لیے مناسب ہے کہ ان کے درجہ بالا دونوں تاثرات کی عام فہم انداز میں الگ الگ وضاحت کر دی جائے تاکہ حقیقت خود بخود نکھر کر سامنے آسکے۔

خاتم النبیّین کا معنیٰ

اس میں کوئی شک نہیں کہ خود نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس لفظ کے معنیٰ کا تعیّن ہو چکا ہے لہذا اس کے بعد کسی قسم کی لغوی تحقیق سے اس کا کوئی معنیٰ متعین کرنے کی نہ تو کوئی گنجائش ہے اور نہ ہی ضرورت۔ چنانچہ اسی تصوّر کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

ومما ینبغی ان	یہ جان لینا چاہیے
یعلم ان الالفاظ	کہ جب رسول اللہ صلے اللہ
الموجودہ فی القرآن	علیہ وسلم کی ذات گرامی کی جانب
والحدیث اذا عرف	سے قرآن اور سنت کے
تفسیرھا وما ارید بھا	الفاظ کی تشریح معلوم ہو
من جھۃ النبی صلے اللہ	جائے تو ایسی صورت میں
علیہ وسلم لم یحتج	ماہرین لغت یا ان کے علاوہ
فی ذالک الی الاستدلال	دوسروں کے اقوال کی ضرورت
باقوال اھل اللغۃ	نہیں۔
ولا غیرھم	

(الایمان: صلے ۷۱)

لیکن اتمام حجت کے پیشِ نظر ہم یہاں احادیثِ رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے

علاوہ مفسرین و محدثین اور چند ائمہ فقہ کی تصریحات بالترتیب پیش کرتے ہیں تاکہ مرزا غلام احمد اور اس کے متبعین کے اس من گھڑت معنیٰ کی اچھی طرح وضاحت ہو جائے جو وہ خاتم النبیین کی آیت سے اخذ کرنے کی ناکام کوشش کرتے رہے ہیں

خاتم النبیین کا معنیٰ احادیث نبوی کی روشنی میں

حضور ختمی مرتبت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی متعدد احادیث طیبہ میں بڑی صراحت کے ساتھ اس بات کو واضح فرمایا ہے کہ خاتم النبیین کا معنیٰ آخری نبی ہی ہے چنانچہ بہت سی احادیث سندِ متصل کے ساتھ ختم نبوت کے اس تصور کو واضح کرتی ہیں

۱: قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم	نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے
کانت بنو اسرائیل	فرمایا بنی اسرائیل کی راہنمائی
تسوسھم الانبیاء کلما	انبیاء کرتے تھے جب ایک نبی
ھلک نبیٌّ خلفہٗ نبیٌّ	فوت ہوتا تو دوسرا نبی اُس
وانّہ لا نبیّ بعدی	کا جانشین ہوتا خبردار میرے بعد
وسیکون خلفاء	کوئی نبی نہیں خلفاء ہوں گے۔
(بخاری کتاب الانبیاء جلد ۲ ص ۲۵۷)	

۲: قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم	نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے
ان مثل الانبیاء من	فرمایا کہ مجھ سے پہلے انبیاء کی
قبلی کمثل رجل بنی	مثال ایک ایسے شخص کی طرح
بیتًا فاحسنہ واجملہ الا	ہے جس نے ایک گھر تعمیر کیا اور
موضع لبنۃٍ من زاویۃ	اُسے بہت خوبصورت اور
فجعل الناس یطوفون	عمدہ بنا دیا لیکن ایک کونے

به یعجبون لہ ویقولون ھلاّوضعت ھذہ اللبنہ فانااللبنۃ وانا خاتم النبیین۔	میں ایک اینٹ کی جگہ رہنے دی۔ لوگ اس گھر کے گرد چکر لگاتے اور اس پر خوشی کا اظہار کرتے اور کہتے یہ خشت کیوں نہیں لگائی گئی؟ پس میں ہی یہ خشت ہوں اور میں ہی آخری نبی ہوں۔
(بخاری جلد ۲ صفحہ ۲۷)	
(کتاب المناقب)	
۳: ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فضلت علی الانبیاء بست اعطیت بجوامع الکلم ونصرت بالرعب واحلت لی الغنائم وجعلت لی الارض مسجدا وطہورا وارسلت الی الخلق کافۃ وختم بی النبیون	رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " مجھے دوسرے انبیاء پر چھ باتوں میں فضیلت دی گئی ہے (۱) مجھے جامع کلمات عطا ہوئے ہیں اور (۲) دشمنوں کے دلوں میں میرا خوف طاری کیا گیا اور (۳) میرے لیے غنیمتیں حلال کر دی گئی ہیں اور (۴) زمین میرے لیے مسجد اور پاک کرنے والی بنا دی گئی ہے اور (۵) مجھے تمام کائنات کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہے اور (۶) مجھ پر انبیاء کا سلسلہ ختم کر دیا گیا ہے۔
(صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۹۹)	
۴: قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان الرسالۃ	رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک رسالت اور

والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی۔

(ترمذی جلد ۲ صفحہ ۵۳)

اور نبوت ختم ہو چکی ہیں اس لیے میرے بعد کوئی رسول ہوگا اور نہ کوئی نبی۔

۵: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا محمد وانا احمد وانا الماحی الذی یمحی بی الکفر وانا الحاشر الذی یحشر الناس علی عقبی وانا العاقب الذی لیس بعدہ نبی

صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۶۱

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں محمدؐ ہوں اور میں احمد ہوں اور میں وہ "ماحی" ہوں جس کے ذریعے کفر مٹا دیا جائے گا اور میں وہ حاشر ہوں جس کے پیچھے لوگ اکٹھے ہوں گے اور میں وہ عاقب ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

۶: قال رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لم یبعث نبیا الا حذر امته الدجال وانا آخر الانبیاء وانتم آخر الامم وھو الخارج فیکم لا محالة

(ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۲۸۱)

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جو نبی بھی بھیجا اس نے اپنی امت کو دجال سے ڈرایا اور میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو اور وہ لازماً تمہارے اندر ہی سے نکلے گا۔

۷۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا نبوۃ بعدی الا المبشرات قیل وما المبشرات یا رسول اللہ قال الرؤیا الحسنۃ او قال الرؤیا الصالحۃ

(ابو داؤد جلد ۲ ص ۳۱۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد کوئی نبوت نہیں مگر مبشرات ہیں۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ مبشرات کیا ہیں؟ فرمایا اچھے خواب یا فرمایا نیک خواب۔

۸۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب۔

(ترمذی جلد ۲ ص ۲۰۹)

ارشاد فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر بن خطاب ہوتا۔

۹۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی۔

(صحیح مسلم جلد ۲ ص ۲۷۸)

نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے ارشاد فرمایا تم میرے لیے ایسے ہو جیسے ہارون، موسیٰ کے لیے تھے البتہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

۱۰۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا نبی

نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے بعد کوئی نبی

بعدی ولا اُمّۃ بعد اُمّتی

نہیں اور میری امت کے بعد کوئی اُمّت نہیں۔

(بیہقی جلد ۵ صـ۱۹۷)

اہلِ تشیع کی روایات

۱۱: بأبی انت و امی (یا رسول اللہ) لقد انقطع بموتک مالم ینقطع بموت غیرک من النبوۃ والانبیاء واخبار السماء

(نہج البلاغۃ جلد ۲ صـ۲۵۵)

(طبع مصر)

مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور کو خطاب کرتے ہوئے کہا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کی موت نے وہ چیز ختم کر دی جو آپ کے سوا کسی دوسرے کی موت سے ختم نہ ہوئی یعنی نبوّت غیبی خبریں اور آسمان کی وحی۔

۱۲: عن ابی جعفر و ابی عبد اللہ علیہما السلام لقد ختم اللہ بکتابکم الکتب وختم بنبیکم الانبیاء

(اصول کافی جلد ۱ صـ۱۶۳)

طبع نولکشور

ابو جعفر اور ابو عبد اللہ علیہما السلام نے کہا۔ تحقیق اللہ نے تمہاری کتاب پر الہامی کتابوں کو ختم کر دیا اور تمہارے نبی حضرت محمدؐ پر سلسلہ نبوّت کو ختم کر دیا۔

ائمہ تفسیر کے ہاں خاتم النبیین کا معنے ؟

اسی طرح تمام مشہور اور معتبر آئمہ تفسیر نے اس آیت کریمہ کی تشریح و توضیح کرتے ہوئے خاتم کے معنی آخری نبی اور سلسلۂ نبوت کو ختم کرنے والا ہی لیا ہے۔
مثلاً :

۱ : علامہ ابن جریر طبری (۲۲۴ : ۳۱۰ ھ)

اپنی مشہور تفسیر میں آیت زیر بحث کی تشریح یوں کرتے ہیں۔
" اس نے نبوت ختم کر دی اور اس پر مہر لگا دی اب یہ دروازہ قیامت تک کسی کے لیے نہیں کھلے گا" (تفسیر طبری جلد ۲۲ صـ۱۲)

۲ : علامہ ابن حزم اندلسی (۳۸۴ : ۴۵۶ ھ)

فرماتے ہیں " بلاشبہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد نزول وحی کا سلسلہ ختم ہے۔ وجہ یہ ہے کہ وحی کا نزول صرف نبی پر ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کا باپ نہیں بلکہ وہ اللہ کا رسول اور آخری نبی ہے۔ (المحلی جلد ۱ صـ۲۶)

۳ : محی السنہ البغوی (م ۵۱۶ ھ)

اپنی تفسیر معالم التنزیل میں لکھتے ہیں :
" اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم کر دی ہے سو وہ انبیاء (کے سلسلہ) کی آخری کڑی ہیں اور ابن عباس فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے (اس آیت میں) فیصلہ کر دیا ہے کہ اُن کے بعد اور کوئی نبی نہ ہو گا۔

(معالم التنزیل جلد ۳ صـ۱۵۸)

۴ : علامہ زمخشری (۴۶۷ - ۵۳۸ھ)

فرماتے ہیں !

" اگر آپ یہ سوال کریں کہ جب یہ عقیدہ ہو کہ اللہ کے نبی حضرت عیسےٰ علیہ السلام قیامت سے پہلے آخری زمانہ میں نازل ہوں گے تو پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آخری نبی کیسے ہو سکتے ہیں ؟

میں کہتا ہوں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس معنی میں آخری نبی ہیں کہ ان کے بعد کوئی اور شخص نبی کی حیثیت سے مبعوث نہ ہوگا رہا حضرت عیسیٰ کا معاملہ تو وہ ان انبیاء میں سے ہیں جنہیں حضرت محمدؐ صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے نبوّت سے سرفراز کیا گیا تھا اور جب وہ دوبارہ آئیں گے تو حضرت محمدؐ صلے اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے متبع ہوں گے اور انہیں کے قبلہ کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھیں گے جیسا کہ اُمّت کے دوسرے افراد کرتے ہیں ۔"

(الکشاف جلد ۲ صـ ۲۱۵)

۵ : امام فخر الدین رازی (۵۴۳ : ۶۰۶ھ)

اپنی تفسیر کبیر میں آیت خاتم النبیین کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں ۔

" اس سلسلے میں خاتم النبیین کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اگر ایک نبی کے بعد دوسرا نبی آنا ہوتا تو وہ تبلیغ اور احکام کی توضیح کا مشن کسی حد تک نامکمل چھوڑ جاتا اور بعد میں آنے والا اسے مکمل کرتا ۔ لیکن جس نبی کے بعد اور کسی نبی کی آمد نہیں ہوگی وہ اپنی اُمّت پر بہت زیادہ شفیق ہوتا ہے اور ان کے لیے واضح قطعی اور کامل ہدایت فراہم کرتا ہے ۔ جیسے ایک باپ جانتا ہو کہ اُس کے بعد اس کے بیٹے کی نگہداشت کرنے والا کوئی سرپرست اور کفیل نہ ہوگا "

(تفسیر کبیر جلد ۶ صـ ۵۸۱)

۶ : علاّمہ شہرستانی (م ۵۴۸ھ)

اپنی کتاب الملل والنحل میں لکھتے ہیں۔

"اسی طرح جو یہ کہتا ہے .... کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی اور نبی (حضرت عیسٰی نبی کے سوا) مبعوث ہوگا وہ بھی کافر ہے اور اس مسئلہ میں کسی قسم کا کوئی اختلاف رائے موجود نہیں یہاں تک کہ کسی دو انسانوں میں بھی۔"

۷ : علامہ بیضاوی (م ۶۸۵ھ) فرماتے ہیں :

"رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انبیاء کی آخری کڑی ہیں جنہوں نے ان کے سلسلہ کو ختم کر دیا ہے اور سلسلہ نبوت پر مہر لگا دی ہے اور حضرت عیسٰے کی بعثت ثانیہ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کی تردید نہیں ہوتی کیونکہ جب وہ آئیں گے تو انہی کی شریعت کے پیروکار ہوں گے۔"

(انوار التنزیل جلد ۴ صہ ۱۶۴)

۸ : علاّمہ حافظ الدین نسفی (م ۷۱۰ھ) فرماتے ہیں !

"رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین۔ یعنی آخری نبی ہیں اُن کے بعد کوئی شخص نبی نہیں ہوگا ..... رہے حضرت عیسٰے تو وہ آپ سے پہلے انبیاء میں سے ہیں اور جب وہ دوبارہ آئیں گے تو وہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر عمل کریں گے اور انہی کی اُمّت کے ایک فرد کی طرح ہوں گے۔"

(مدارک التنزیل جلد ۵ صہ ۱۷۲)

۹ : علاّمہ علاؤ الدین بغدادی (م ۷۲۵ھ) فرماتے ہیں !

"خاتم النبیین یعنی اللہ تعالےٰ نے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر سلسلہ نبوت بند کر دیا اب ان کے بعد نہ کوئی نبوت ہے اور نہ رہی اس میں کسی قسم کی شراکت

یا حصہ داری .... اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ ان کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔
(لباب التاویل فی معانی التنزیل جلد ۵ ص۲۷۱-۲۷۱)

۱۰: علامہ ابن کثیرؒ (م ۷۷۴ھ) اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں۔
"تو یہ آیت اس امر میں نص ہے کہ ان کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور اگر ان کے بعد کوئی نبی ہوگا تو رسول بطریق اولیٰ نہ ہوگا کیوں کہ مقامِ رسالت مقامِ نبوت سے اخص ہے کیوں کہ ہر رسول نبی ہوتا ہے اور ہر نبی رسول نہیں ہوتا...... آپ کے بعد جو شخص اس منصب کا دعویٰ کرتا ہے وہ کذّاب دجال، مفتری اور کافر ہے خواہ وہ کسی قسم کے غیر معمولی کرشمے اور جادوگری کے طلاسم دکھاتا پھرے اور اس طرح قیامت تک جو شخص بھی اس منصب کا مدعی ہو وہ کذّاب ہے۔"

(تفسیر ابن کثیر جلد ۳ ص۴۹۳-۴۹۴)

۱۱: امام علامہ جلال الدین سیوطیؒ (۹۱۱ھ) لکھتے ہیں:
"وکان اللہ بکل شیءٍ علیما
اللہ تعالیٰ ہر چیز سے آگاہ ہے اور جانتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور حضرت عیسےٰ جب نازل ہوں گے تو وہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے پیروکار ہوں گے۔

(جلالین ص۷۶۸)

۱۲: علامہ شیخ اسماعیل حقیؒ (۱۱۳۷ھ) روح البیان میں لکھتے ہیں۔
"عاصم نے اس لفظ کو خاتم پڑھا ہے جس کا معنیٰ مہر لگانے کا وہ آلہ ہے جس سے اشیاء پر مہر لگائی جاتی ہے جس کا معنیٰ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخر میں آتے ہیں اور انہی پر انبیاء کا سلسلہ بند ہوا اور اس پہ مہر لگ گئی

بعض نے اسے خاتم پڑھا ہے جس کا معنی مہر لگانے والا ہے تو اس طرح خاتم
خاتم کا ہی ہم معنی ہوا......... اسی بنا پر اس اُمّت کے علماء صالحین ولایت
میں آپ کے جانشین ہوں گے کیونکہ نبوّت کی جانشینی کا سلسلہ بند ہو گیا۔ حضرت
عیسٰی علیہ السلام کی بعثتِ ثانیہ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی
ہونے کی حیثیت متاثر نہیں ہوتی کیونکہ خاتم النّبیّین کا معنیٰ یہ ہے کہ آپ کے
بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہو گا........ اور عیسٰی آپ سے قبل نبوّت
سے سرفراز ہو چکے ہیں اور بعثتِ ثانیہ کے وقت وہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم
کی شریعت کے متبع ہوں گے اور آپ کے دوسرے اُمّتیوں کی طرح انہی
کے قبلہ کی جانب رُخ کر کے نماز ادا کریں گے اور حضرت محمّد صلے اللہ علیہ وسلم
کے خلیفہ ہوں گے۔

اہلِ سُنّت کا عقیدہ ہے کہ ہمارے رسول حضرت محمّد صلے اللہ علیہ وسلم
کے بعد اور کوئی نبی نہیں ہو گا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وہ اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں"

اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

"میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے"

اب جو شخص یہ کہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی ہے اسے کافر
قرار دیا جائے گا۔

کیونکہ اس نے ایمان کے ایک بنیادی جزو کا انکار کیا ہے اس طرح جو
اس میں شک کرتا ہے وہ بھی کافر ہے کیونکہ باطل سے حق واضح اور روشن ہو چکا
ہے اور حضرت محمّد صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ایسا دعویٰ کرنا دجل و فریب کے سوا
کچھ نہیں۔"

(روح البیان جز ۲۲ صـ ۱۸۸)

علامہ شوکانیؒ (م ۱۲۵۵ھ) اپنی تفسیر فتح القدیر میں لکھتے ہیں :

"جمہور نے اسے خاتَم پڑھا ہے اور عاصم نے خاتِم پہلی قرأت کا معنیٰ یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے انبیاء کو ختم کر دیا ہے یعنی وہ تمام انبیاء کے بعد آخری نبی بن کر آئے ہیں اور دوسری قرأت کا معنیٰ یہ ہے کہ وہ ان کے لیے ایسی مہر کی مانند ہیں جس سے اُن پہ مہر لگی اور جس کی اُن میں شمولیت سے انہیں زینت ملی ۔"

(فتح القدیر جلد ۴ ص ۲۸۵)

۱۴ : علامہ سیّد محمود آلوسیؒ (م ۱۲۷۰ھ) فرماتے ہیں

نبی کا لفظ عام ہے اور رسول خاص ہے اس لیے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے سے خاتم المرسلین ہونا لازمی ہو جاتا ہے آپؐ کے خاتم النبیین ہونے کا معنیٰ یہ ہے کہ اس دُنیا میں آپؐ کے منصب نبوّت پر فائز ہونے کے بعد کسی بھی انسان یا جنّ کو یہ منصب نصیب نہیں ہوگا ۔"

(روح المعانی جز ۲۲ ص ۳۲)

آگے لکھتے ہیں :

"حضورؐ کے بعد شخص بھی وحی، نبوّت کے نزول کا دعویٰ کرتا ہے اسے کافر قرار دیا جائے گا ۔ اس بارے میں مسلمانوں میں کسی قسم کا کوئی اختلاف نہیں ہے ۔"

(رُوح المعانی جز ۲۲ ص ۳۸)

"حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا ایسی حقیقت ہے جس کی تصریح خود کتاب اللہ نے کر دی ہے اور سنّت نے اسے واضح کر دیا ہے اور اس مسئلہ پہ امت کا اجماع ہو چکا ہے لہذا اس کے خلاف جو بھی دعویٰ کرے گا وہ کافر قرار پائے گا ۔"

(ایضاً ص ۳۹)

شیعہ مفسّرین کے ہاں خاتم النبیّین کا معنیٰ

سورۃ احزاب کی آیت ۴۰ کی روشنی میں خاتم النبیّین کے جس معنی کو آئمہ تفسیر اہلِ سُنّت نے لیا ہے بالکل وہی معنی اہلِ تشیع کے علمارِ تفسیر نے لیا ہے اور ختمِ نبوت کے اسی تصوّر کی تائید کی ہے جو اس سے اہلِ سُنّت نے قائم کیا تھا زیرِ نظر کتابچہ اپنے انتہائی اختصار کی وجہ سے اس کا متحمل نہیں ہے کہ ہم تمام حوالہ جات کو یہاں نقل کریں۔ اس لیے رسالہ کو طوالت سے بچاتے ہوئے شیعہ علمار تفسیر کے ناموں پر ہی اکتفار کیا جاتا ہے۔

۱: علی بن ابراہیم (۳۲۹ھ ۹۴۱ء) تفسیر القمی ص۵۳۲ مطبوعہ نجف (عراق)

۲: شیخ ابوجعفر محمد بن حسن علی طوسی (م ۴۶۰ھ) تفسیر التبیان جلد۸ ص۳۴۱ مطبوعہ نجف (عراق)

۳: مُلّا فتح اللہ کاشانی (م ۹۸۸ھ) تفسیر منہج الصادقین جلد۷ ص۳۳۳ مطبوعہ نجف (عراق)

۴: ابو علی فضل بن حسین طبرسی (م ۵۴۸ھ) تفسیر مجمع البیان جلد۲ ص۲۸۹ طبع نجف (عراق)

۵: مُلّا محسن کاشی تفسیر الصافی ص۴۹۱ طبع نجف (عراق)

۶: ہاشم بن سلیمان بن اسماعیل حسینی (م ۱۱۰۷ھ) تفسیر البرہان جلد۳ ص۳۲۷

۷: علامہ حسین بخش، انوار النجف جلد۱۱ ص۲۱۱ مطبوعہ لاہور

۸: مولانا سیّد عمار علی، تفسیر عمدۃ البیان جلد ۱۲ مطبوعہ دہلی

محدّثین و فقہاء کی رائے

جیسا کہ قبل ازیں ہم یہ بات واضح کر چکے ہیں کہ ختمِ نبوّت محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کا عقیدہ ایک ایسا اجماعی عقیدہ ہے کہ اس میں اُمّتِ مسلمہ سے تعلق رکھنے والے کسی بھی طبقہ کو کوئی اختلاف نہیں ہے اُس کا تعلق خواہ طبقہ محدثین سے ہو یا فقہاء و صوفیا سے عوام ہوں یا خواص سب اس پر متفق ہیں کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد جو شخص بھی دعویٰ نبوّت کرتا ہے وہ مرتد، کافر، مفتری اور دجّال ہے بلکہ جو شخص کسی ایسے شخص کی تائید کرے یا اُس کے کُفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے بلکہ اس سے بڑھ کر یہ کہ اگر کسی شخص جھوٹے مدعی نبوّت سے اس کی نبوت پر دلیل طلب کی وہ بھی کافر ہے۔

سراجُ الاُمّۃ امام اعظمؒ کا ارشاد (م ۸۰ : ۱۵۰)

حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں ایک شخص نے دعویٰ نبوّت کیا اور کہا "آپ مجھے نبوّت کا ثبوت پیش کرنے کا موقع دیں۔ اس پر امام صاحب نے فرمایا جو شخص اس سے اس کی نبوت کا ثبوت طلب کرے گا وہ بھی کافر ہو جائے گا کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔"

(مناقب الامام الاعظم ابی حنیفہ ابن احمد المکی جلد ا صلا ۱۶ م حیدرآباد)

امام طحاوی (۲۳۹ — ۳۲۱ ھ)

اپنی کتاب "العقیدۃ السلفیہ" میں نبوّت کے بارے میں آئمہ سلف خصوصاً امام اعظم ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کے عقائد کا ذکر

کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"اور یہ کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کے برگزیدہ بندے اس کے نبی اور محبوب ہیں اور وہ آخری نبی، سید الانبیاء اور سید المرسلین اور رب العالمین کے محبوب ہیں۔" (شرح الطحاویۃ فی العقیدۃ السلفیۃ صفحات ۱۵، ۸۷، ۹۹ - ۱۰۰ - ۱۰۲ م دار المعارف مصر۔)

قاضی عیاض الشافعیؒ (م ۵۴۴ ھ) فرماتے ہیں!

"جو شخص بھی اپنے لیے دعویٰ نبوت کرتا ہے یا یہ سمجھتا ہے کہ کوئی اسے حاصل کر سکتا ہے اور صفائے قلبی سے منصب نبوت پا سکتا ہے جیسا کہ بعض فلسفیوں اور نام نہاد صوفیوں کا دعویٰ ہے اسی طرح جو نبوت کا دعویٰ تو نہیں کرتا لیکن اپنے اوپر وحی نازل ہونے کا مدعی ہے .... ایسے تمام لوگ کافر اور حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے منکر ہیں۔ کیونکہ وہ ہمیں بتا چکے ہیں کہ وہ آخری نبی ہیں اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا اور یہ اطلاع من جانب اللہ تھی کہ اس نے نبوت بند کر دی ہے اور وہ تمام کائنات کی طرف مبعوث ہوئے تھے تمام اُمت کا اس پر اجماع ہے کہ ان الفاظ کا ظاہری مفہوم کے سوا اور کوئی معنی نہیں اور اس سے مختلف تشریح یا خاص معنی لینے کی کوئی گنجائش نہیں اس لیے اجماع اور احادیث دونوں کی رو سے ایسے لوگوں کے کافر ہونے میں قطعاً کوئی شک نہیں ہونا چاہیئے۔" (الشفاء جلد ۲ صـ ۲۷۱ : ۲۷۰)

علامہ ابن نجیمؒ کا قول

"جو شخص حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کا انکار کرتا ہے

وہ مسلمان نہیں کیونکہ وہ ایمان کے بُنیادی اُصولوں میں سے ایک اُصول ہے۔"

(الاشباہ والنظائر صفحہ ۱۷۹)

مُلاّں علی قاری حنفیؒ (م ۱۰۱۶ ھ)

"اس نکتہ پر اُمّت کا کامل اجماع ہے کہ حضرت محمدؐ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوّت کا دعویٰ کرنا کُفر ہے۔" (شرح فقہ اکبر صفحہ ۲۰۲)

فتاویٰ عالمگیری

فتاویٰ عالمگیری، فقہ حنفی کی وہ معتبر و مستند کتاب ہے کہ جسے بارہویں صدی ہجری میں ممتاز علماء کے ایک بورڈ نے شہنشاہ ہند اورنگ زیب عالمگیر کی ہدایت پر مدوّن کیا تھا۔ اس میں ہے:-

"اگر کوئی شخص اس بات کا منکر ہے کہ حضرت محمدؐ صلے اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں تو وہ مسلمان نہیں اور اگر وہ دعویٰ کرے کہ وہ اللہ کا رسول یا نبی ہے تو وہ کافر قرار دیا جائے گا۔" (فتاویٰ عالمگیری جلد ۲ صفحہ ۲۶۳)

باب دوم

مرزا غلام احمد قادیانی
اور
اعلانِ نبوّت

O

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی تصانیف میں مختلف مقامات پر اپنے الہامات بیان کرتے ہوئے اپنی مختلف حیثیتوں کا ذکر کیا ہے۔ اُن کی ذہنی پراگندگی انتشار اور التباس کے ثبوت کے لیے کیا یہی کافی نہیں ہے کہ کبھی وہ بیک وقت موسیٰؑ و عیسیٰؑ بنتے ہیں اور کبھی آدمؑ و نوحؑ، کبھی ابراہیمؑ و محمدؐ ہونے کے دعوے کرتے ہیں اور کہیں خُدا کی بیوی یا بیٹا بن جاتے ہیں۔ کبھی انھیں حیض کی شکایت ہو جاتی ہے اور کہیں وہ حضرت مریمؑ کی صورت اختیار کر لیتے ہیں اور کبھی ابنِ مریمؑ۔ یہ سب کچھ کیا ہے؟ ایک عام شخص بھی اس قدر ذہنی انتشار اور پراگندگی کا شکار نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ نبی۔

اُن کے متعلق یہ حقیقت بھی واضح ہے کہ انھوں نے پہلے تو مُجدّد کا دعویٰ کیا پھر مہدی کا، کبھی مثیلِ مسیح کا، کبھی خُود مسیح موعود کا۔ پھر بزعم خویش نبوّت کے اعلیٰ درجے پر فائز ہو گئے، اور بالآخر رسالت کے تمام مدارج طے کر کے (نعُوذ باللہ) ظلّی اور بروزی طور پر خُود حضرت محمّد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) ہونے کا دعویٰ کر دیا اور حضُور سیّدُ الرّسل (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی ہمسری تک ہی محدُود نہیں رہے، بلکہ بعض مقامات پر تو حضُورؐ سے بھی خود کو (معاذ اللہ) کئی اعتبارات سے افضل قرار دیا۔

چنانچہ اس کتابچے میں خاتم النبیّن کی مختصر وضاحتی بحث کے بعد قادیانیوں کی طرف سے کیے جانے والے دُوسرے بڑے حیلے کی قلعی کھولنا بھی بے حد ضرُوری ہے۔ اس کی دُوسری بڑی اور فوری وجہ یہ بھی ہے کہ مُباہلہ کا چیلنج دے

کہ مرزا طاہر احمد نے جو جسارت کی ہے اور اس کے جواب میں اہل اسلام نے بالعموم اور بانی ادارہ منہاج القرآن پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ العالی نے بالخصوص اس مباہلے کے چیلنج کو قبول کر کے نام نہاد امام جماعت احمدیہ مرزا طاہر احمد اور جملہ قادیانیوں کو للکارا ہے۔ اس دوران بجائے اس کے کہ جملہ قادیانی مرزائی اپنے امام و پیشوا کو اس کے دعاوی کی صداقت متحقق کرنے کی غرض سے مباہلہ کے چیلنج کے جواب میں منعقد ہونے والی کانفرنس میں شریک ہونے کے لیے ترغیب دیتے، تاکہ کھلے آسمان کے نیچے لاکھوں نفوس کی موجودگی میں احقاق حق اور ابطال باطل کا عینی مشاہدہ ہوتا مگر

جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا

کے فرمان الٰہی کے پیشِ نظر باطل قادیانی جماعت کا امام اپنے پیشروؤں کی طرح اہل حق کے سامنے آنے سے بھاگ رہا ہے۔ چنانچہ اس گھبراہٹ میں قادیانی جماعت کی طرف سے کبھی لفظ مباہلہ کی غلط تعبیرات کے ذریعے یہ تاثر دیا جا رہا ہے کہ مباہلہ کے لیے فریقین کا آمنے سامنے ہونا کوئی ضروری نہیں اور کبھی اخبارات و رسائل کے ذریعے سادہ لوح عوام کو ہمیشہ کی طرح یہ باور کرانے کی ناکام کوشش کی جا رہی ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو ہم نبی یا رسول نہیں سمجھتے اور نہ ہی انھوں نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔

ان کا یہ حیلہ سوئی سے سورج چھپانے کے مترادف ہے اس لیے کہ مرزا صاحب کی اپنی تصانیف کے علاوہ ان کے متبعین نے جتنی بھی کتب مرتب کی ہیں ان میں جگہ جگہ نہ صرف نبوت و رسالت کا کھلا اعلان کیا گیا ہے بلکہ بیک وقت کئی انبیاء کرام کے اسمائے گرامی گنوا کر کہا گیا ہے کہ ان کی

نبوّت (العیاذ باللہ) سب نبوّتوں کی مظہر تھی۔

درج ذیل چند اقتباسات اسی غرض سے قارئین کے گوش گزار کرنے ضروری معلوم ہوتے ہیں تاکہ ان کی اپنی مستند کتب کے حوالوں سے یہ بات پوری طرح ثابت ہو جائے کہ مرزا قادیانی مجدد ہی نہیں نبی بھی کہلواتے رہے اور اُن کے خلفاء اور متبعین بھی اُن کو لاریب مرتبۂ نبوّت پر فائز سمجھتے ہیں لیکن منافقانہ تقیہ ان کے باطل مذہب کا حصہ ہے اس لیے وہ ایسا کرنے پر مجبور ہیں۔ آئندہ صفحات میں اختصار سے ہم ان کی کتب سے قادیانی مذہب اور اس کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کے چند کفریہ عقاید اور جہالت پر مبنی عبارات درج کرتے ہیں اور فیصلہ قارئین پر چھوڑتے ہیں :۔

مرزا غلام احمد قادیانی اور صریح نبوۃ کے جھوٹے دعوے

۱۔ بیک وقت مریم اور ابنِ مریم ہونے کا دعویٰ

اس سلسلے میں سب سے پہلے ان کا وہ عجیب و غریب دعویٰ ملاحظہ ہو جس میں وہ مسیحِ موعود بننے کے شوق میں کبھی اپنے آپ کو عیسیٰ ابن مریم قرار دیتے ہیں اور خود مریم بن جاتے ہیں۔ اپنی ایک کتاب کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :۔

”اس کتاب میں خدا نے پہلے میرا نام مریم رکھا اور بعد اس کے ظاہر کیا کہ اس مریم میں خدا کی طرف سے رُوح پھونکی گئی، اور پھر فرمایا کہ رُوح پھونکنے کے بعد مریمی مرتبہ عیسوی مرتبہ کی طرف منتقل ہو گیا اور اس طرح مریم سے عیسیٰ پیدا ہو کر ابنِ مریم کہلایا۔“
(حقیقۃ الوحی حاشیہ صفحہ ۷۲)

اسی بیان کو یوں واضح کیا گیا ہے :۔

"اس لیے گو اس نے براہینِ احمدیہ کے تیسرے حصہ میں میرا نام مریم رکھا، پھر جیسا کہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے، دو برس تک صفتِ مریمیت میں میں نے پرورش پائی اور پردے میں نشوونما پاتا رہا۔ پھر جب اس پر دو برس گزر گئے تو جیسا کہ براہین احمدیہ کے حصہ چہارم صـ۴۹۶ میں درج ہے مریم کی طرح عیسیٰ کی رُوح مجھ میں پھونکی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینہ کے بعد جو دس مہینہ سے زیادہ نہیں بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر براہین احمدیہ کے حصّہ چہارم صـ۵۵۶ میں درج ہے مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔ پس اس طور سے میں ابنِ مریم ٹھہرا۔"

کشتی نوح صـ۶۸-۶۹

۲۔ بیک وقت کئی انبیاء کا مجموعہ

مرزا غلام احمد جب صراطِ مُستقیم کی پٹڑی سے اُترے اور خداوند تعالےٰ نے انھیں گمراہی کی دلدل میں اس قدر دھنسا دیا کہ اُنھیں نبوّت کے دعوے کرتے ہُوئے بھی خرافات اور بے تکی باتوں میں سرگرداں رکھا۔ اس حقیقت کا اندازہ ان کے اس دعوائے نبوّت سے بخوبی ہوتا ہے اور ماننا پڑتا ہے کہ یقیناً وہ مراق اور مالیخولیا جیسی ذہنی بیماریوں کے مریض تھے، ورنہ یہ تو عام آدمی بھی سمجھ سکتا ہے کہ ہر نبی اپنے وجُودِ مُقدّس کے ساتھ صرف اپنی نبوّت کا حامل ہوتا رہا ہے۔ اور ان میں سے ہر ایک کا نام بھی شروع سے آخر تک ایک ہی رہا ہے مگر ان قادیانیوں کے یہ عجیب نبی ہیں جو یہ کہتے ہیں :۔

"اِس وحیٔ الٰہی میں خُدا نے میرا نام رُسل رکھا، کیونکہ جیساکہ براہینِ احمدیہ میں لکھا گیا ہے، خُدا تعالےٰ نے مجھے تمام انبیاء علیہم السّلام کا مظہر ٹھہرایا ہے اور تمام کے تمام میری طرف منسُوب کیے ہیں۔ مَیں آدم ہُوں۔ مَیں شیث ہُوں مَیں نوح ہوں مَیں ابراہیم ہُوں۔ مَیں اسحٰق ہُوں۔ مَیں اسمٰعیل ہُوں۔ مَیں یعقُوب ہُوں۔ مَیں یُوسف ہُوں۔ مَیں مُوسیٰ ہُوں۔ مَیں عیسیٰ ہوں مَیں داؤد ہُوں اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کے نام کا مظہرِ اتم ہُوں یعنی ظلّی طور پر مُحمّد اور احمد ہُوں۔

حاشیہ حقیقۃ الوحی صد۲۷ مُصنّفہ غلام احمد قادیانی مطبوعہ ربوہ ۱۹۵۰ء

۲ صریحًا نبی ہونے کا دعویٰ

"اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے۔ وہ نبی ہَے اور خُدا کے بزرگ مُقربین میں سے ہے اور اگر امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اس کو جُزوی فضیلت قرار دیتا۔ مگر بعد میں جو خُدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہُوئی اُس نے مجھے اس عقیدے پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔"

حقیقۃ الوحی صد ۱۴۹-۱۵۰

"اور میں اُس خُدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اُسی نے مجھے بھیجا ہَے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہَے اور اُسی نے مجھے مسیح موعُود کے لقب سے پکارا ہَے۔"

تتمہ حقیقۃ الوحی صد ۶۸ مطبوعہ ربوہ ۱۹۵۰ء

۴۔ دیگر انبیاء پر فضیلت کا دعویٰ

"اِس جگہ پر سوال طبعًا ہو سکتا ہے کہ حضرت مُوسیٰ علیہ السّلام کی اُمّت میں بہت سے نبی گزرے ہیں۔ پس اس حالت میں مُوسیٰ کا افضل ہونا لازم آتا ہے۔ اِس کا جواب یہ ہے کہ جس قدر نبی گزرے ہیں اُن سب کو خدا نے براہِ راست چُن لیا تھا۔ حضرت مُوسیٰؑ کا اس میں کچھ بھی دخل نہیں تھا۔ لیکن اِس اُمّت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی برکت سے ہزارہا اولیاء ہوئے ہیں اور ایک وہ بھی ہوا جو اُمّتی بھی ہے اور نبی بھی۔ اِس کثرتِ فیضان کی کسی نبی میں نظیر نہیں ملتی۔

حقیقۃ الوحی حاشیہ صفحہ ۲۸

۵۔ ولٰکن رّسُول اللہ وخاتم النبیّن

اِس آیتِ قرآنی کے معنیٰ کی تحریف کرتے ہُوئے خاتم النبیّن کے منصب پر خُود کو فائز کرتے ہُوئے لکھتے ہیں :۔

"اِس آیت میں ایک پیش گوئی مخفی ہے اور یہ کہ اب نبوّت پر قیامت تک مُہر لگ گئی ہے اور بجز بروزی وجُود کے جو خُود آنحضرت (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کا وُجُود ہے کسی میں یہ طاقت نہیں کہ جو کُھلے طور پر نبیوں کی طرح خُدا سے علمِ غیب پاوے اور چُونکہ وہ بروزی مُحمّدی جو قدیم سے موعُود تھا وہ میں ہوں۔ اِس لیے بروزی رنگ کی نبوّت مجھے عطا کی گئی ہے۔ اور اس نبوّت کے مقابل اب تمام دُنیا بے دست و پا ہے، کیونکہ نبوّت پر مُہر ہے۔ ایک

بروزی محمدی جمیع کمالاتِ محمدی کے ساتھ آخری زمانے کے لیے مُقدّر تھا سو ظاہر ہو گیا۔ اب بجز اس کھڑکی سے اور کوئی کھڑکی نبوۃ کے چشمے سے پانی لینے کے لیے باقی نہیں۔"

(ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۱۴-۱۵ مطبوعہ ربوہ)

۶۔ حضرت محمد مصطفےٰ ہونے کا دعوٰی

"کیونکہ میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت وَاٰخرین منھم لمّا یلحقوا بھم بروزی طور پر وُہی نبی خاتم الانبیاء ہوں۔ اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمدؐ اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرۃ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ہی وجود قرار دیا ہے۔ پس اس طور سے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا۔ کیونکہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا اور چونکہ میں ظلی طور پر محمدؐ ہوں۔ پس اس طور سے خاتم النبیین کی مُہر نہیں ٹوٹتی۔ کیونکہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نبوت محمدؐ تک ہی محدود رہی۔ یعنی بہرحال محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی نبی رہا نہ اور کوئی۔ یعنی جبکہ میں بروزی طور پر آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالاتِ محمدی مع نبوۃِ محمدیہ کے میرے آئینۂ ظلیت میں منعکس ہیں تو پھر کونسا الگ انسان ہُوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعوٰی کیا ہے۔"

(ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۱۰)

۷۔ آخری رسول ہونے کا دعوٰی

"ہلاک ہو گئے وہ جنھوں نے ایک برگزیدہ

رسُول کو قبول نہ کیا۔ میں خُدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہُوں اور اُس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں۔"

(رسالہ کشتی نوح صد ۵۶)

۸۔ میں محمّدؐ ہُوں

چنانچہ جب ہر طرح کا فریب اس کے گمراہ متبعین کی تعداد میں اضافے کا سبب نہ بن سکا تو ایک اور انوکھا اور گُن دعوٰی گھڑ اگیا۔ جب مرزا صاحب سے یہ سوال کیا گیا کہ "آپ محمّدؐ کیسے ہو گئے۔ تو جواب دیا:۔

"خُدا کی طرف سے ایک قرار شدہ عہد تھا کہ میں محمّدؐ کو دُنیا میں دوبارہ بھیجوں گا۔"

تبلیغ رسالت جلد دہم صد ۱۴

"مجھے بُروزی صُورت میں نبی اور رسُول بنایا ہے اور اسی بناء پر خُدا نے بار بار میرا نام نبی اللہ اور رسُول اللہ رکھا ہے مگر بروزی صُورت میں میرا نفس درمیان نہیں ہے بلکہ محمّدؐ مُصطفٰےؐ (صلّی اللہ علیہ وسلم) ہے۔ اس لحاظ سے میرا نام محمّدؐ اور احمد ہوا۔ پس نبوّت اور رسالت کسی دُوسرے کے پاس نہیں گئی۔ محمّدؐ کی چیز محمّدؐ کے پاس ہی رہی۔"

(ایک غلطی کا ازالہ صد ۱۶)

۹۔ حضُورؐ سے زیادہ شان کا دعوٰی

چُنانچہ اسی بناء پر ان کے ایک عقیدتمند شاعر قاضی اکمل نے ایک قصیدہ لکھا جو قادیاں کے اخبار البدر مورخہ ۲۵ر اکتوبر ۱۹۰۲ء میں شائع ہُوا:۔

محمّدؐ پھر اُتر آئے ہیں ہم میں — اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمّدؐ دیکھنے ہوں جس نے اکمل — غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

(پیغام صلح لاہور شمارہ ۴۷ جلد ۳۲ مورخہ ۳ر نومبر ۱۹۴۴ء)

باب سوم

مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوائے نبوّت کا تدریجی سفر

◎

مرزا غلام احمد قادیانی کی اُس وقت کی تحریریں جب اُنھوں نے واضح طور پہ نبوّت کا دعوای نہیں کیا تھا ختمِ نبوّت کے اس معنیٰ پہ مبنی ہیں جسے اُمّت کے قطعی اجماع کا درجہ حاصل تھا۔ چونکہ وہ تحریریں بھی ان کی کتب میں موجود ہیں لہٰذا قادیانی لوگ سادہ لوح مسلمانوں کے سامنے اپنے ایمان کا جھُوٹا ڈھنڈورا پیٹنے اور عامۃُ النّاس کو بہکانے کے لیے وُہی عبارتیں دکھاتے ہیں۔ لیکن بعد ازاں جہاں مرزا صاحب نے صراحت کے ساتھ نبوّت و رسالت کے دعوے کیے اور نام نہاد باطل دلائل کے ساتھ ان دُعاوی کو سچّا ثابت کرنے کی کوششیں کیں، ان تحریروں کو لوگوں کے سامنے لانے سے گریز کرتے ہیں۔

درحقیقت قادیانیت نے اپنا اصل رُوپ ظاہر کرنے تک بتدریج سفر طے کیا ہے۔ اگر مرزا صاحب کی جُملہ تصانیف میں ان کے الہامات کو ایک ترتیب سے پرکھا جائے تو ہمیں واضح طور پر درجِ ذیل دُعاوی کا مرحلہ وار ذکر ملے گا:۔

۱ : مُجدّد

۲ : مہدی

۳ : مثیلِ مسیحؑ

۴ : مسیحِ موعُود (مسیحِ مُحمّدیؐ اور مسیحِ موسویؑ)

۵ : فضیلت بر مسیحؑ

۶ : صریح دعوائے نبوّت و رسالت

۷ : ظلّی و بروزی محمّد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم

۸ : عین محمّد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم

۹ : فضیلت بر حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم[۱]

اِن مرحلہ وار دعوؤں کی حقیقت ، ایک مُوقّف سے دُوسرے مُوقّف میں تبدیلی اور ایک مرحلے کے بعد دُوسرے مرحلے میں قدم رکھنے سے پہلے عقیدے سے انحراف کا تاریخی خاکہ پیشِ خدمت ہے۔ اس وضاحت پر مبنی آئندہ صفحات براہِ راست وفاقی شرعی عدالت کے مطبوعہ فیصلے سے لیے گئے ہیں وفاقی شرعی عدالت پاکستان نے جولائی ۱۹۸۴ء میں جب اس کیس کی سماعت لاہور ہائی کورٹ میں شروع کی تو اُس وقت پروفیسر ڈاکٹر محمّد طاہر القادری مدظلہ العالی تبلیغی دَورے کے سلسلے میں ناروے تھے۔ عدالت اس نہایت اہم کیس میں ان کی آراء اور تحقیق سے مُستفید ہونا چاہتی تھی۔ اِس لیے اُن کے وطن واپس آنے پر سماعت کے لیے نئی تاریخ مقرر کی گئی اور اس سلسلے میں ان کی ہونے والی بحث حتمی اور فیصلہ کُن ثابت ہوئی۔

چُونکہ اس فیصلہ میں ان کی تحقیق اور دلائل پر مبنی کئی گھنٹوں پر مُشتمل

---

[۱] حضورؐ پر نعوذ باللہ فضیلت کے لیے بھی وہ ایک منطقی ترکیب کا سہارا لیتے ہیں کہ ولادتِ محمّدی صلّی اللہ علیہ وسلّم ان کا ظہورِ اوّل تھا اور میری بعثت و نبوّت خاتم الانبیاء نبیٔ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ظہورِ ثانی ہے اور چُونکہ ظہورِ ثانی ظہورِ اوّل سے بہتر ہوتا ہے۔ اِس لیے (نعوذ باللہ) میں بھی حضرت محمّد مُصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بہتر ہوں۔

کلمۃ الفصل (ریویو آف ریلیجز شمارہ ۳ جلد ۱۴ صفحہ ۱۴۷)

انتہائی فکر انگیز بحث کا دخل تھا جس کا عدالتِ عالیہ نے اپنے فیصلے میں بعض مقامات پر ذکر کیا ہے۔ اِس لیے افادۂ عام کے لیے اس فیصلے میں سے صرف یہ بحث پیش کی جارہی ہے جس میں مرزا غلام احمد قادیانی کے مُندرجہ بالا دعوے مرحلہ وار ان کی اپنی تحریروں کی روشنی میں درج ہیں:۔

دعوائے نبوّت کی تدریجی چال

جب مرزا صاحب کے تھوڑے بہت پیروکار بن گئے تو انہوں نے ایک رسالہ مؤرخہ یکم دسمبر ۱۸۸۸ء میں انہیں بعیت کرنے کی دعوت دی۔ (حیات طیبہ صفحات ۹۷-۹۸) انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن اینڈ ایتھکس کے مضمون قادیان (جلد ۱۰) کے مطابق ایسے پیروکاروں کی تعداد ۱۸۹۶ء میں ۳۱۳ تھی۔

اپنے حامیوں کی کافی بڑی تعداد جمع کرلینے کے بعد مرزا صاحب نے ۱۸۹۱ء میں اپنے مسیح موعود اور مہدی معہود ہونے کے اعلان کا دوسرا قدم اٹھایا' اور امت مسلمہ کا یہ خدشہ کہ وہ دعویٔ نبوّت کرنے کی جانب رواں دواں ہیں' جزوی طور پر درست ثابت ہوا۔ درحقیقت مرزا صاحب پہلے ہی براہین احمدیہ میں اپنے مسیح موعود ہونے کی بنیاد رکھ چکے تھے۔ کیونکہ وہاں وہ اپنے مثیلِ مسیح (مسیح جیسا) ہونے کا دعویٰ کرچکے تھے۔

مرزا صاحب نے فتح اسلام (۱۸۹۱ء میں طبع ہوئی تھی) میں یہ اعلان کردیا تھا کہ

"میں وہی ہوں جو وقت پر اصلاح خلق کے لئے بھیجا گیا کہ دین کو تازہ طور پر دلوں میں قائم کر دیا جائے۔ میں اس طرح بھیجا گیا ہوں جس طرح سے وہ شخص بعد کلیم اللہ مردِ خدا کے بھیجا گیا تھا جسکی روح بہت تکلیفوں کے بعد آسمانوں کی طرف اٹھائی گئی۔ سو جب دوسرا کلیم اللہ جو حقیقت

میں سب سے پہلا اور سید الانبیاء ہے دوسرے فرعونوں کی سرکوبی کے لئے آیا جس کے حق میں ہے (آیت قرآنی نمبر ۷۳/ ۱۵) اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا اَرْسَلْنَا اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا۔ سو اس کو بھی جو اپنی کارروائیوں میں کلیم اوّل (موسیٰ) کا مثیل مگر رتبہ میں اس سے بزرگتر تھا۔ ایک مثیل المسیح کا وعدہ دیا گیا اور وہ مثیل المسیح قوت اور طبع اور خاصیت مسیح ابن مریم پا کر اسی زمانہ کی مانند اور اسی مدت کے قریب قریب جو کلیم اوّل کے زمانہ سے مسیح ابن مریم کے زمانہ تک تھی یعنی چودھویں صدی میں آسمان سے اترا (دیکھئے فتح اسلام مطبوعہ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۸)

" کلیم اوّل " کے بعد کی زبان مبہم ہے۔ لیکن میں نے مرزا صاحب کے نظریے کا وہ منشا بیان کر دیا ہے جسے وہ خود دیگر کتب اور مقامات میں واضح کر چکے ہیں۔

مرزا صاحب نے لکھا کہ جس مسیح نے آنا تھا وہ آچکا ہے (صفحہ ۹) مرزا صاحب کا یہ نظریہ کہ وہ مسیح کے نام سے مبعوث ہوئے ہیں' نیا نہیں ہے۔ براہینِ احمدیہ میں وہ بیان کر چکے ہیں کہ ان کی فطرت میں مسیح سے ایک مخصوص مشابہت موجود ہے۔ اور اس وجہ سے وہ مسیح کے نام سے مبعوث ہوئے ہیں۔ اس نظریے کی بعد میں یہ ترقی ہوئی کہ عیسیٰ فوت ہو چکے ہیں اور انہوں نے کشمیر میں اپنی طبعی موت سے وفات پائی تھی اور چونکہ اُن کی رُوح جنت میں جا چکی ہے اس لئے وہ واپس اس دنیا میں تشریف نہیں لائیں گے۔

وہ توضیح المرام (مطبوعہ ۱۸۹۱ء دیکھئے روحانی خزائن حصہ سوم صفحہ ۶۰) میں مزید لکھتے ہیں :۔

"میں کہتا ہوں کہ نہ من کل الوجوہ باب نبوت مسدود ہوا ہے اور نہ ہر ایک طور سے وحی پر مہر لگائی گئی ہے بلکہ جزئی طور پر وحی اور نبوت کا اس امت مرحومہ کے لئے ہمیشہ دروازہ کھلا ہے مگر اس بات کو بحضور دل یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ نبوت جس کا ہمیشہ کے لئے سلسلہ جاری رہے گا نبوت تامہ نہیں ہے..... بلکہ وہ صرف ایک جزئی نبوت ہے جو دوسرے لفظوں میں محدثیت کے اسم سے موسوم ہے جو انسان کامل کی اقتدار سے ملتی ہے۔"

براہین احمدیہ میں وہ محدث کو نبی کے برابر قرار دے چکے ہیں لیکن اب اُسے جزوی نبی کہہ رہے ہیں۔ براہین احمدیہ کے اصل الفاظ یہ ہیں " اور انبیاء کے مرتبہ سے اس کا مرتبہ قریب واقع ہوتا ہے (۴۶) ۔انہوں نے عیسیٰؑ کی والدہ مریم، موسیٰؑ کی والدہ اور عیسیٰؑ اور خضرؑ کے حواریوں کی مثالیں دی ہیں، جن میں سے کوئی بھی پیغمبر نہ تھا۔ درحقیقت وہ ۱۸۹۰ء تک قطعی ختم نبوت کے مؤقف پر قائم رہے لیکن بعد میں اوپر بیان کیا ہوا مؤقف اختیار کر لیا۔

انہوں نے شریعت کے بغیر نبیوں کی آمد کا دروازہ کھلا رکھا اور اپنا یہ عقیدہ ان الفاظ میں بیان کیا:۔

" اب کوئی ایسی وحی یا ایسا الہام منجانب اللہ نہیں ہو سکتا جو احکام فرقانی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی ایک حکم کے تبدیل یا تغیر کر سکتا ہو۔ اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ ہمارے نزدیک جماعت مومنین سے خارج

اور ملحد اور کافر ہے۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۱۳۸)

۱۸۹۱ء تک تو برصغیر ہندوستان کے مسلمان ، مرزا صاحب کی پیشگوئیوں کے

جھوٹا ثابت ہونے پر اُن کا صرف مذاق اڑاتے۔ محمدی بیگم کے واقعہ میں آ چکا ہے کہ خود اُن کے اپنے خاندان کے افراد انہیں دجّال، مسیلمہ اور اسی نوع کے دیگر القاب سے یاد کرتے۔ غالباً وہ انہیں بہتر جانتے تھے۔ لیکن مسیح اور مہدی ہونے کے دعاوی نے مسلمانوں کو پریشان کر دیا اور تنقید اور غم وغصہ کا ایک طوفان اٹھ کھڑا ہوا۔ مرزا صاحب نے بظاہر مسلمانوں کو ٹھنڈا کرنے کی غرض سے اپنے قدموں پر کچھ واپسی دکھائی۔

لیکن اس موضوع پر گفتگو سے پہلے مناسب ہوگا کہ نبی اور رسول یا مُرسَل کے الفاظ کی وضاحت کر دی جائے۔

نبی اور رسُول میں فرق:۔ ہر رسول نبی ہوتا ہے اور یہ ضروری نہیں کہ ہر نبی بھی رسول ہو۔ دونوں میں فرق یہ ہے کہ نبی وہ ہوتا ہے جسے اللہ کی طرف سے وحی آتی ہو اور فرشتے اس پر وحی لاتے ہوں جبکہ رسول وہ ہوتا ہے جو نئی شریعت لائے یا سابقہ شریعت کے کچھ احکام منسوخ کرے۔ رسول اور مُرسَل میں عموماً کوئی فرق نہیں کیا جاتا۔ صرف کرامیہ نے یہ فرق کیا ہے کہ رسول منجانب اللہ فرستادہ شخص ہوتا ہے اور مرسل کسی بھی بھیجنے والے کا بھیجا ہوا شخص ہوتا ہے۔ (اصول الدین از عبدالقاہر بغدادی صفحہ ۱۵۴)

بعد کے دور میں لفظ رسول اور نبی کے مابین فرق ختم ہو گیا۔ تاہم اگر کسی نے فرق کیا ہے تو وہ وہی ہے جس کا تذکرہ اوپر ہو چکا ہے (اُردو دائرہ معارفِ اسلامیہ جلد ۱۰ صفحہ ۲۵۳ لفظ "رسول")۔ ابوحفص عمر نسفی کی کتاب العقائد النسفیتہ کے مطابق اِن دونوں الفاظ میں کوئی فرق نہیں۔ تاہم اس کتاب میں لفظ رسول ایسے شخص کے لئے استعمال ہوا ہے جو صاحبِ شریعت ہو۔ (ایضاً)

مرزا صاحب نے یہ تینوں الفاظ نبی، رسول اور مرسل ازالہ اوہام صفحہ ۵۳۴ میں استعمال کئے ہیں۔ وہ عیسیٰ کی بحیثیت مسیح دوبارہ آمد کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"اور کیونکر ممکن تھا کہ خاتم النبیین کے بعد کوئی اور نبی اسی مفہوم تام اور کامل کے ساتھ جو نبوت تامہ کی شرائط میں سے ہے آسکتا۔ کیا یہ ضروری نہیں کہ ایسے نبی کی نبوت تامہ کے لوازم جو وحی اور نزولِ جبریل ہے اس کے وجود کے ساتھ لازم ہونی چاہیئے۔ کیونکہ حسب تصریح قرآن کریم رسول اسی کو کہتے ہیں جس نے احکام و عقائدِ دین جبریل کے ذریعہ سے حاصل کیئے ہوں۔ لیکن وحی نبوت پر تو تیرہ سو برس سے مہر لگ گئی ہے۔ کیا یہ مہر اس وقت ٹوٹ جائے گی۔" (مطلب یہ ہوا کہ اُن کے مطابق مہر نہیں ٹوٹنی چاہیئے)۔

یہ ملحوظ رہے کہ یہاں نبی اور رسول کے الفاظ ایک دوسرے کی جگہ استعمال کئے گئے ہیں اور اُن میں واضح امتیاز نہیں کیا گیا۔ صفحہ ۷۶۱ پر کہا گیا ہے:۔

"چہارم قرآن کریم بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا۔ خواہ وہ نیا رسول ہو یا پرانا ہو۔ کیونکہ رسول کو علم دین بتوسط جبرائیل ملتا ہے اور باب نزول جبرائیل بہ پیرایۂ وحی رسالت مسدود ہے اور یہ بات خود ممتنع ہے کہ دنیا میں رسول تو آوے مگر سلسلہ وحی رسالت نہ ہو۔"

ازالہ اوہام کے صفحہ ۶۱۴ پر قرآن کریم کی آیت ۳۳/۴۰:۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کا باپ نہیں ہے بلکہ وہ اللہ کا رسول اور خاتم النبیین ہے)

کا ذکر کر کے اس کے آخری حصّے کا مفہوم یوں بیان کیا ہے:۔

"مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا ہے نبیوں کا"۔

اور مزید کہا ہے:۔

"یہ آیت بھی صاف دلالت کر رہی ہے کہ بعد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا۔ پس اس سے بھی بکمال وضاحت ثابت ہے کہ مسیح ابن مریم دنیا میں نہیں آ سکتا کیونکہ مسیح ابن مریم رسول ہے اور رسول کی حقیقت اور ماہیت میں یہ امر داخل ہے کہ دینی علوم کو بذریعہ جبرائیل حاصل کرے"۔

اور مزید کہا۔" اور ابھی ثابت ہو چکا ہے کہ اب وحیِ رسالت تا بقیامت منقطع ہے"۔

یہ ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے خاتم النبیین کی ترکیب، جس میں لفظ نبی شامل ہے سے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ قیامت تک کوئی رسول نہیں ہو گا (صفحہ ۱۴)۔ جبکہ اس سے قبل براہینِ احمدیہ میں اُن کا مؤقف یہ تھا کہ وحی نبوت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہے لیکن اب پھر ختم نبوت کی قطعیت میں، یہ کہتے ہوئے، ایک سوراخ نکالا ہے کہ وحی رسالت ختم نہیں ہوئی۔

ایک اشتہار" مؤرخہ ۲۔ اکتوبر ۱۸۹۱ء جو تبلیغ رسالت" (جلد دوم صفحہ ۲۰) میں منقول ہے، یوں کہتے ہیں:۔

"میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں اور جیسا کہ سنت جماعت کا عقیدہ ہے۔ ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن اور حدیث کی رُو سے مسلّم الثبوت ہیں اور سیدنا و مولانا

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کافر اور کاذب جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی۔"

یہ آخری مؤقف پھر اُس مؤقف سے قطعی مختلف ہے جس پر پہلے بحث ہو چکی ہے۔

ایک دوسرے اشتہار مؤرخہ ۲۳ر اکتوبر ۱۸۹۱ء جو جامع مسجد دہلی میں منعقدہ ایک اجتماع میں تقسیم کیا گیا اور جو "تبلیغ رسالت" حصّہ دوم صفحہ ۴۴ میں نقل کیا گیا ہے، یوں بیان کرتے ہیں :

"ان تمام امور میں میرا وہی مذہب ہے جو دیگر اہلِ سُنّت والجماعت کا مذہب .... اب میں مفصلہ ذیل امور کا مسلمانوں کے سامنے صاف صاف اقرار اس خانۂ خدا (جامع مسجد دہلی) میں کرتا ہوں کہ میں جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوّت کا قائل ہوں اور جو شخص ختم نبوۃ کا منکر ہو اس کو بے دین اور دائرۂ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔"

پہلے اشتہار مؤرخہ ۲ر اکتوبر ۱۸۹۱ء میں بیان کیا گیا تھا کہ مرزا صاحب کسی قسم کی نبوّت کے مدعی کو بھی دجّال، کاذب اور کافر سمجھتے ہیں۔ دُوسرے اشتہار میں انہوں نے ختم نبوت کا لفظ جو بظاہر نبی اور رسُول دونوں کے مفہوم کو شامل ہے۔ استعمال کیا ہے۔

اپنی کتاب "انجام آتھم" (مطبوعہ ۱۸۹۷ء) کے صفحہ ۲۴ پر لکھتے ہیں:

"کیا ایسا بدبخت مفتری جو خود رسالت اور نبوت کا دعویٰ کرتا ہے قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے اور کیا ایسا وہ شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے اور آیت وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ کو خدا کا کلام یقین رکھتا ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ میں بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی اور رسول ہوں۔ صاحب انصاف طلب کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اس عاجز نے کبھی اور کسی وقت حقیقی طور پر نبوت یا رسالت کا دعویٰ نہیں کیا اور غیر حقیقی طور پر کسی لفظ کو استعمال کرنا اور لغت کے عام معنوں کے لحاظ سے اس کو بول چال میں لانا مستلزم کفر نہیں، مگر میں اس کو بھی پسند نہیں کرتا کہ اس میں عام مسلمانوں کو دھوکہ لگ جانے کا احتمال ہے، لیکن وہ مکالمات اور مخاطبات جو اللہ جلّ شانہٗ کی طرف سے مجھ کو ملے ہیں جن میں یہ لفظ نبوت اور رسالت کا بکثرت آیا ہے ان کو بوجہ مامور ہونے کے مخفی نہیں رکھ سکتا، لیکن بار بار کہتا ہوں کہ ان الہامات میں جو لفظ مرسل یا رسول یا نبی کا میری نسبت آیا ہے (لفظ رسول اور نبی میں مراد مجاز ہے) وہ اپنے حقیقی معنوں پر مستعمل نہیں ہے اور اصل حقیقت جس کی میں علی رؤس الاشہاد گواہی دیتا ہوں یہی ہے جو ہمارے .... نہ کوئی پرانا اور نہ کوئی نیا۔"

" ومن قال بعد رسولنا وسیدنا انی نبی و رسول علی

وجہ الحقیقۃ والافتراء وترک القرآن واحکام الشریعۃ الغراء فھو کافر کذاب۔ غرض ہمارا مذہب یہی ہے کہ جو شخص حقیقی طور پر نبوت کا دعویٰ کرے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دامنِ فیوض سے اپنے تئیں الگ کرکے اور اس پاک سرچشمہ سے جُدا ہو کر آپ ہی براہ راست نبی اللہ بننا چاہے تو وہ ملحد بے دین ہے اور غالباً ایسا شخص اپنا کوئی نیا کلمہ بنائے گا اور عبادات میں کوئی نئی طرز پیدا کرے گا اور احکام میں کچھ تغیر و تبدل کر دے گا پس بلاشبہ وہ مُسیلمہ کذاب کا بھائی ہے اور اس کے کافر ہونے میں کوئی شک نہیں۔"

حمامۃ البشریٰ صفحہ ۹۴ (طبع ۱۸۹۴ء) میں انہوں نے کہا ہے:

"مالی ان ادعی النبوۃ واخرج من الاسلام والحق بالکافرین۔" (ترجمہ: میں کیوں نبوّت کا دعویٰ کرکے دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاؤں اور کافروں میں داخل ہو جاؤں)

یہ کہ ان کا دعویٰ نبوّت کا نہیں بلکہ محض ولایت اور مجددیت کا تھا۔ انہوں نے اپنے الہام اور عبدالقادر جیلانیؒ (معروف صوفیٔ اسلام) کے الہام کے مابین مشابہت بتائی۔ انہوں نے حمامۃ البشریٰ کے صفحہ ۳۴ پر زور دیکر کہا ہے:

الا تعلم ان الرب الرحیم المتفضل سمّی نبیّنا صلی اللہ علیہ وسلّم خاتم الانبیاء بغیر استثناء وفسّرہ نبیّنا فی قولہ لا نبی بعدی ببیان واضح للطالبین ولو جوّزنا ظھور نبی بعد نبیّنا صلی اللہ علیہ وسلّم

لجوزنا انفتاح باب وحی النبوۃ بعد تغلیقها ۔
ھذا خلف بما لا یخفی علی المسلمین وکیف
یجیئ نبی بعد رسولنا صلی اللّٰہ علیہ وسلم وقد
انقطع الوحی بعد وفاتہ وختم اللّٰہ بہ النبیین"

آخری حصّے کا تعلق اسی نکتے سے ہے کہ کیا عیسٰے دوبارہ آئیں گے اور وہ آخری نبی ہوں گے۔ انہوں نے کہا ہے کہ " ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ ہمارے نبی آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلّم) کی آمد پر نبوّت ختم ہوگئی ہے"

اس آخری اصول سے یہ واضح ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کے مُطابق نزولِ عیسٰے کا مطلب عیسٰے نبی کی آمد نہیں، کیونکہ اس سے ان کا آخری نبی ہونا لازم آتا ہے ـــــ یہی بیان " ایام صلح " مطبُوعہ ۱۸۹۹ء (صفحہ ۱۴۶) میں بھی موجُود ہے ۔ وہ لکھتے ہیں :-

" قرآن شریف میں مسیح ابنِ مریم کے دوبارہ آنے کا تو کہیں بھی ذکر نہیں ، لیکن ختمِ نبوّت کا بہ کمال تصریح ذکر ہے اور پُرانے یا نئے نبی کی تفریق یہ شرارت ہے ۔ نہ حدیث میں نہ قرآن میں یہ تفریق موجُود ہے اور حدیث لانبی بعدی میں بھی نفی عام ہے ۔ پس یہ کس قدر جرارت اور دلیری اور گستاخی ہے کہ خیالات رکیکہ کی پیروی کر کے نصُوصِ صریحہ قرآن کو عمداً چھوڑ دیا جائے اور خاتم الانبیاء کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا جائے اور بعد اس کے جو وحی منقطع ہوچکی تھی پھر سلسلہ وحی نبوّت کا جاری کر دیا جائے کیونکہ جس میں شانِ نبوّت باقی ہے اس کی وحی بلاشبہ نبوّت

کی وحی ہوگی۔"

ایک اشتہار مورخہ ۲۰ر شعبان ۱۳۱۴ھ (۱۸۹۷ء) جو تبلیغ رسالت حصّہ ششم صفحہ ۲ پر چھپا ہوا ہے، میں لکھتے ہیں:

"ہم بھی مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں۔ لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ختم نبوّت پر ایمان رکھتے ہیں اور وحی نبوّت نہیں بلکہ وحیٔ ولایت جو زیر سایہ نبوتِ محمدیہ اور باتباعِ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم اولیاء کو ملتی ہے اس کے ہم قائل ہیں۔"

خاتم (مُہر) کا لفظ، جسے نبوت کا دعویٰ کرنے کے بعد مختلف معنی دینے کی کوشش کی گئی بھی ازالہ اوہام صفحہ ۵۷۷ میں اسی مفہوم میں استعمال ہوا ہے جس کا تذکرہ اُوپر ہوا ہے۔ مرزا صاحب نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی نبوّت کی نفی کی ہے۔

"جنگِ مقدس" (مطبوعہ ۱۸۹۳ء) صفحہ ۶۷ میں مرزا صاحب نے اس الزام کی تردید کی ہے کہ وہ نبوت کا دعویٰ کر رہے ہیں اور معجزے کی تشریح اِن الفاظ میں کی ہے:

"میرا نبوت کا کوئی دعویٰ نہیں، یہ آپ کی غلطی ہے یا آپ کسی خیال سے کہہ رہے ہیں۔ کیا یہ ضروری ہے کہ جو الہام کا دعوےٰ کرتا ہے وہ نبی بھی ہو جاتے۔ میں تو محمدی اور کامل طور پر اللہ اور رسُول کا متبع ہُوں اور ان نشانیوں کا نام معجزہ رکھنا نہیں چاہتا، بلکہ ہمارے مذہب کی رُو سے ان نشانیوں کا نام کرامات ہے جو اللہ کے رسول کی پیروی سے دیئے جاتے ہیں۔"

مرزا صاحب نبوت کا دعویٰ کرنے سے کچھ پہلے اپنے لیے نبی کا لفظ کثرت سے

استعمال کرنے لگے اور پھر مسلمانوں کے اشتعال، مخالفت اور پریشانی کو دُور کرنے کی غرض سے اُس کی اپنے انداز سے وضاحت کرنے میں عجلت بھی دکھاتے۔

"سراجِ منیر" صفحہ ۳۰۲ پر وہ لکھتے ہیں :

" یہ سچ ہے کہ وہ الہام جو خدا نے اس بندے پر نازل فرمایا، اس میں اس بندہ کی نسبت نبی اور رسول اور مرسل کے لفظ بکثرت موجود ہیں سو یہ حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں۔ وَلِكُلٍّ اَنْ يَّصْطَلِحَ (ہر ایک کو اصطلاح بنانے کا حق ہے) سو خدا کی یہ اصطلاح ہے جو اس نے ایسے لفظ استعمال کیے۔ ہم اس بات کے قائل اور معترف ہیں کہ نبوت کے حقیقی معنوں کی رُو سے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ کوئی نیا نبی آسکتا ہے اور نہ پرانا۔ قرآن ایسے نبیوں کے ظہور سے مانع ہے مگر مجازی معنوں کی رُو سے خدا کا اختیار ہے کہ کسی ملہم کو نبی کے لفظ سے یا رسُول کے لفظ سے یاد کرے۔"

ایک مکتوب مطبوعہ لیکچر قادیان نمبر ۲۹ حصّہ سوم مورخہ ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء میں مرزا صاحب نے لکھا ہے :

" حال یہ ہے کہ اگرچہ عرصہ بیس سال سے متواتر اس عاجز کو الہام ہوا ہے۔ اکثر دفعہ ان میں رسول یا نبی کا لفظ آگیا ہے، لیکن وہ شخص غلطی کرتا ہے جو ایسا سمجھتا ہے کہ اس نبوت اور رسالت سے مراد حقیقی نبوت و رسالت ہے .... سو چونکہ ایسے لفظوں سے جو محض استعارے کے رنگ میں ہیں اسلام میں فتنہ پڑتا ہے

اور اِس کا نتیجہ سخت بد نکلتا ہے۔ اس لیے اپنی جماعت کی معمولی
بول چال اور دن رات کے محاورات میں یہ لفظ نہیں آنے چاہئیں"

یہ بات پہلے بیان ہو چکی ہے کہ مرزا صاحب نے توضیح المرام میں کہا ہے کہ جزوی نبوت اور وحی کا باب بند نہیں اور یہ کہ محدث (جو اللہ سے مکالمہ اور مخاطبہ کا شرف پائے) جزوی نبی ہوتا ہے۔

وہ ازالہ اوہام (صفحہ ۵۴) میں ایسے لوگوں کو کافر قرار دیتے ہیں جو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی ایسی وحی کو ممکن سمجھتے ہیں جو قرآن کے ایک حکم کو تبدیل یا منسوخ کرے۔ یوں نبوت بلا شریعت کا باب کھلا رکھا، لیکن اسی کتاب کے صفحہ ۵۳۴ پر انہوں نے وحی نبوت کو ناممکن قرار دیا اور صفحہ ۷۶۱ پر وحی رسالت کے باب کو مسدود قرار دیا۔ اس سے صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر مرزا صاحب مسلمانوں کے عقیدے کے خلاف کچھ کہنے میں ایک قدم آگے بڑھتے تو ان کی مخالفت کا احساس کرتے ہوئے دو قدم پیچھے لوٹتے تاکہ انہیں یہ باور کرا سکیں کہ ان کا بھی وہی عقیدہ ہے جو وہ مانتے ہیں۔ اپنے آیندہ کے دعووں کو ترقی دینے اور بڑھانے کی غرض سے کوئی متضاد سی بات کہ دی جاتی اور پھر مسلمانوں کے عقیدے کو بار بار دُہرایا جاتا تاکہ وہ بچاؤ کا کام دے سکے۔ پہلے محدثیت نبوت سے قریب تر بنی، پھر یہ جزوی نبوت ٹھہری۔ اور پھر مہرِ نبوت سالم قرار دی گئی۔ پہلے نبوت کا دروازہ بند ہوا اور پھر اسی نظریے کو تدریجاً ترقی دی گئی تاآنکہ ان کے پیروکار نئے دعوے کے لیے تیار ہو گئے۔

اب محدثیت کے نظریئے کے ارتقاء اور وسعت کا جائزہ مرزا صاحب کے الفاظ میں ہی لیا جا سکتا ہے۔ مولوی عبدالحکیم اور مرزا صاحب کے مابین ایک معاہدے

مورخہ ۳ فروری ۱۸۹۲ء میں جو تبلیغ رسالت حصّہ دوم صفحہ ۹۵ میں چھپا ہے' مرزا صاحب تمام مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ان کے رسائل فتحِ اسلام توضیحِ المرام اور ازالہ اوہام میں یہ درج ہو چکا ہے کہ محدث ایک مفہوم میں نبی ہوتا ہے اور محدثیت جزوی نبوت یا نبوتِ ناقصہ ہے۔

" یہ تمام الفاظ حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں بلکہ صرف سادگی سے ان کے لغوی معنوں کے رُو سے بیان کیے گئے ہیں ورنہ حاشا وکلاّ مجھے نبوتِ حقیقی کا ہرگز دعویٰ نہیں ہے، بلکہ جیسا کہ میں کتاب ازالۂ اوہام صفحہ ۱۳۷ میں لکھ چکا ہُوں۔ میرا اس بات پر ایمان ہے کہ ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ سو میں تمام مسلمان بھائیوں کی خدمت میں واضح کرنا چاہتا ہُوں کہ اگر وہ ان لفظوں سے ناراض ہیں اور ان کے دلوں پر یہ الفاظ شاق ہیں تو وہ ان الفاظ کو ترمیم شدہ تصوّر فرما کر بجائے اس کے محدث کا لفظ میری طرف سے سمجھ لیں .... کہ بجائے لفظ نبی کے محدث کا لفظ ہر ایک جگہ سمجھ لیں اور اس کو (یعنی لفظِ نبی کو) کاٹا ہوا خیال فرما لیں"

حمامۃ البشریٰ (صفحہ ۹۴) میں دعویٰ نبوت کی تردید کرتے ہُوئے لکھتے ہیں ۔

"میں نے لوگوں سے سوائے اس کے جو میں نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے اور کچھ نہیں کہا کہ میں محدث ہُوں اور اللہ تعالیٰ مجھ سے اسی طرح کلام کرتا ہے جس طرح محدثین سے۔" نیز دیکھیے آئینۂ کمالاتِ اسلام (مطبوعہ ۱۸۹۳ء) صفحہ ۳۱۶، سلسلۂ تصنیفات حصّہ پنجم صفحہ ۲۰۸۳۔

حمامۃ البشریٰ کے صفحہ ۹۹ پر وہ کہتے ہیں :

"ہاں میں نے کہا ہے کہ نبوت کے تمام اجزاء تحدیث میں پائے جاتے ہیں، لیکن بالقوۃ نہ کہ بالفعل۔ پس محدث بالقوۃ نبی ہوتا ہے اور اگر باب نبوت مسدود نہ ہوتا تو وہ بالفعل نبی ہوتا، اس لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ نبی محدث ہے بطریق کمال اور بالفعل، اور محدث نبی ہے بالقوہ

اور نبوت کا باب کھولنے کے بعد انہوں نے خود نبوت کاملہ حاصل کرلی۔

اسی طرح مسیح ہونے کا دعویٰ بھی ارتقائی مراحل سے گذرا۔ مرزا صاحب نے براہین احمدیہ میں لکھا کہ وہ مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہیں اور دونوں کی فطرت میں مشابہت پائی جاتی ہے۔ چونکہ مرزا صاحب کو مسیح سے مشابہت تامہ حاصل ہے۔ لہٰذا خدا نے انہیں مسیح کی پیش گوئی میں بھی شریک رکھا۔ کہا جاتا تھا کہ مسیح دنیا میں آئے گا اور چار دانگ عالم میں اسلام کی اشاعت کرے گا۔ یہ جسمانی ظہور ہوگا۔ لیکن اس پیش گوئی کا روحانی مصداق مرزا صاحب ہیں (صفحہ ۴۹۹) اس نظریے کے مطابق عیسیٰ بن مریم ضرور آئے گا لیکن روحانی پہلو سے مرزا صاحب اس کے ثانی یا مثیل ہیں۔ (دیکھیے فتح اسلام صفحہ ۱۱)

فتح اسلام صفحہ ۱۱ میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ مرزا صاحب ایسے زمانے میں مبعوث ہوئے ہیں جو مسیح کی آمد کے زمانے سے مشابہ ہے۔ انہوں نے اعلان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے مسیح کا مثیل اس لیے بھیجا کہ وہ لوگوں میں علم دین کی اشاعت کرے اور پھر غیر مبہم الفاظ میں ایک مختلف بات کہہ دی کہ :

"مسیح جو آنے والا تھا یہی ہے چاہو تو قبول کرلو" (صفحہ ۱۵)

اس دعوے نے مسلمانوں کو ہلا کر رکھ دیا۔ بڑی سخت مخالفت ہوئی اور انہیں کافر

قرار دیا گیا (دیکھیے آسمانی فیصلہ) مرزا صاحب اپنی عادت کے مطابق اپنے قدموں پر فوراً واپس لوٹے اور اپنے دعوے کو صرف مثیل ہونے تک محدود کر دیا (توضیح المرام صفحات ۱۶ تا ۲۱) انہوں نے کہا کہ "مجھے مسیح ابن مریم ہونے کا دعویٰ نہیں اور نہ میں تناسخ کا قائل ہوں بلکہ مجھے تو فقط مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ ہے جس طرح محدثیت نبوت سے مشابہ ہے ایسا ہی میری روحانی حالت مسیح ابن مریم کی روحانی حالت سے اشد درجہ کی مناسبت رکھتی ہے۔" (تبلیغ رسالت جلد دوم صفحہ ۲۱)

اپنے اس دعوے کے برعکس کہ وہ وہی مسیح ہیں جسے آنا تھا، انہوں نے کہا کہ "ممکن ہے کہ مستقبل میں کوئی مسیح نہ آئے۔ ممکن ہے دس ہزار اور مسیح آجائیں اور ان میں سے ایک دمشق میں نازل ہو جائے (ازالہ اوہام صفحہ ۲۹۶) یا اور دس ہزار بھی مثیل مسیح آجائیں۔" لیکن مزید کہا "ہاں اس زمانے کے لیے میں مثیل مسیح ہوں اور دوسرے کی انتظار بے سود ہے۔"

(ایضاً صفحہ ۱۹۹)

انہوں نے بعد میں بے نقاب ہو کر کہہ دیا کہ "میرے بعد قیامت تک نہ کوئی مہدی آئے گا اور نہ کوئی مسیح ...... جسے آنا تھا وہ میں ہی ہوں۔"

(رسالہ مورخہ ۵ اپریل ۱۹۰۵ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ۱۰ صفحہ ۷۸)

یہ وہی حکمت عملی جو مرزا صاحب کی کتابوں میں بکثرت ملتی ہے۔ وہ ایک وقت میں کئی متضاد باتیں کہتے ہیں، تاکہ کسی خاص مرحلے میں جو موزوں ہو اسی کی پناہ لے سکیں۔

اسی طرح انہوں نے ازالہ اوہام (صفحہ ۶۳۴) میں ایک الہام لکھا: "جعلناك المسيح ابن مريم (ہم نے تجھ کو مسیح ابن مریم بنایا)" اور اپنے اس دعوے کی تائید میں کہ وہی مسیح موعود ہیں "اربعین" میں اس کا حوالہ دیا ہے۔ (دیکھیے نمبر ۲ صفحہ ۴۴)

نشانِ آسمانی (صفحہ ۳۵) جو ۱۸۹۲ء میں طبع ہوئی ہیں مرزا صاحب نے اپنے ایک پیروکار کی مزعومہ شہادت شائع کی ہے کہ اسے ایک گلاب شاہ نامی شخص نے اطلاع دی تھی کہ وہی (مرزا صاحب) وہ مسیح موعود ہیں جس کی آمد کا وعدہ کیا گیا تھا اور جو کتابوں میں عیسٰی کے نام سے مذکور ہے اور (صفحہ ۳۶ پر) جس عیسٰی نے آنا تھا اس کا نام غلام احمد ہے۔

مرزا صاحب نے بہت پہلے ۱۸۸۴ء میں ہی براہینِ احمدیہ میں کہہ دیا تھا کہ اُن میں مریم کی طرح عیسٰی کا نفخ ہوا ہے اور وہ دس ماہ تک حمل سے رہے اور پھر انہیں مریم سے عیسٰی بنایا گیا اور وہ ابن مریم بن گئے۔ ممکن ہے کہ اس وقت وہ عیسٰی کی وفات کے بارے میں اپنے نظریے کے اظہار کو قبل از وقت خیال کرتے ہوں یا ممکن ہے کہ اس وقت تک یہ نظریہ تیار نہ ہوا ہو۔ تاہم اُن کے مسیح موعود عیسٰی بننے کا ارادہ بالکل واضح ہے اور بعد میں اسے مثلاً "اربعین"، "ایک غلطی کا ازالہ"، اور "کشتیٔ نوح" میں صاف حقیقت کی شکل میں پیش کر دیا گیا۔ اربعین (مطبوعہ ۱۹۰۰ء) میں مرزا صاحب نے لکھا (نمبر ا صفحہ ۴) کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مطلع کیا کہ وہ اس کی جانب سے مسیح موعود اور مہدی ہیں۔ یہ نکتہ کتاب کے متعدد مقامات پر بتکرار پیش کیا گیا ہے۔ "ایک غلطی کا ازالہ" کے صفحہ ۳ پر صاف صاف کہا ہے کہ وہ مسیح موعود ہیں۔ یہ امر ناقابلِ فہم ہے کہ وہ دس ہزار مسیح یا اسی تعداد کے مثیلوں میں سے ایک کیسے ہو سکتے ہیں۔ مثیل کا نکتہ صرف رائے عامہ کو ٹھنڈا کرنے کی غرض سے اختیار کیا گیا۔ کشتیٔ نوح کے صفحہ ۴۷ پر انہوں نے لکھا کہ انہیں (عیسٰی اور مریم کے بارے میں) اس وحی کی اہمیت کا احساس نہ ہوا، لیکن وقت آیا اور ان پر اسرار کا انکشاف ہوا اور دیکھا کہ مسیح موعود ہونے کے دعوے میں کوئی نئی بات نہ تھی۔ یہ وہی دعویٰ تھا جسے براہینِ احمدیہ میں کئی بار بڑی وضاحت کے ساتھ لکھا گیا تھا۔

مزید کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں کہا ہے کہ وہ انہیں ایک نشان بنائے گا اور الہامی تحریروں میں مریم اور عیسیٰ کے نام انہی کے لیے استعمال ہوئے ہیں اور یہ کہ وہ وہی عیسیٰ بن مریم ہیں جسے آنا تھا۔ وہی حق ہیں اور وہی موعود ہیں (ایضاً صفحہ ۴۸)

مرزا صاحب نے اپنے پیروکاروں کو مزید پختہ کر لینے کے بعد ۱۹۰۱ء میں نبوت کا دعویٰ کیا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے وہ براہین احمدیہ حصہ سوم اور چہارم کی اشاعت سے ہی مسلم عوام کو اپنے دعویٰ نبوت کے لیے تیار کر رہے تھے اور پنجاب اور اس وقت کے برصغیر ہندوستان کے مسلمانوں نے بہت پہلے اس دعویٰ کا اندازہ کر لیا تھا۔ خود مرزا صاحب کے خاندان کے افراد انہیں مسیح موعود اور مہدی موعود ہونے کے دعووں سے کئی سال پہلے ہی، جھوٹا مدعی قرار دینے لگے تھے۔ نبوت کا دعویٰ سب سے پہلے ایک رسالہ "ایک غلطی کا ازالہ" (جو بیسویں صدی کے آغاز پر ۱۹۰۱ء میں طبع ہوا) میں کیا گیا۔

حقیقی دعویٰ کرنے سے قبل جیسا کہ پہلے واضح ہو چکا ہے مرزا صاحب نے نبوت کے بارے میں اپنے مزعومہ الہامات کا تذکرہ کرنے کی سعی کی اور پھر انہیں اس ادعا کے نقاب میں چھپانے کی کوشش کی کہ رسول اور نبی کے الفاظ ان کے لیے استعارے کے طور پر استعمال ہوتے ہیں نہ کہ حقیقی معنوں میں۔ اربعین (مطبوعہ ۱۹۰۰ء نمبر ۲ صفحہ ۱۸) میں انہوں نے اسی کا حوالہ دیا جو وہ پہلے ہی براہین احمدیہ میں کہ چکے تھے کہ "یہ خدا کا رسول ہے نبیوں کے حُلّوں میں"۔ حاشیے میں یہ کہ دیا کہ یہ لفظ محض استعارۃً استعمال ہوا ہے۔ اربعین کے صفحہ نمبر ۷، (نمبر ۳) پر لکھا ہے:

> خُدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو یعنی اس عاجز کو ہدایت اور دینِ حق اور تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا۔ ان کو کہ دے کہ اگر مَیں نے افترا کیا ہے

تو میرے پر اس کا جرم ہے یعنی میں ہلاک ہو جاؤں گا۔"

جھوٹے کی ہلاکت کے اس نظریے کی بنیاد انہوں نے قرآن کریم کی آیت ۲۸/۴۰ کو بنایا (نمبر ۳ صفحہ ۵) وَاِنْ یَّکُ کَاذِبًا فَعَلَیْہِ کَذِبُہٗ (اگر وہ جھوٹا ہے تو اس کا جھوٹ اسی پر ہے۔"

مرزا صاحب نے آیت کے پہلے حصے کا ترجمہ یوں کیا :

"اگر یہ نبی جھوٹا ہے تو اپنے جھوٹ سے ہلاک ہو جاتے گا۔"

یہ ترجمہ درست نہیں، بلکہ اس کے برعکس مسلمہ اصول یہ ہے کہ ایسے شخص کو لمبی ڈھیل دی جاتی ہے۔ اس اصول کا مولوی ثناء اللہ امرتسری نے اس وقت حوالہ دیا تھا جب مرزا صاحب نے ان میں سے جو کاذب ہے یا غلطی پر ہے کی موت کی پیشگوئی کی تھی اور کہا تھا کہ ایسا شخص تباہ ہو جائے گا۔

اربعین کے صفحہ ۷ نمبر ۴ پر مرزا صاحب نے ایک قدم اور آگے بڑھایا اور باشریعت نبی ہونے کا دعویٰ کر دیا اور اس غرض سے باشریعت نبی کی تعریف میں چند تبدیلیاں کر دیں۔ ایسے نبی کی پہلی تعریف یہ تھی کہ وہ نئی شریعت لے کر آتا ہے یا سابقہ شریعت میں تبدیلی کرتا ہے۔ اب انہوں نے شریعت کی تعریف یوں کی :

"جس نے اپنی وحی کے ذریعے سے چند امر اور نہی بیان کیے اور اپنی امت کے لیے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب شریعت ہو گیا۔ پس اس تعریف کی رُو سے ہمارے مخالف ملزم ہیں، کیونکہ میری وحی میں اَمر بھی ہے اور نہی بھی۔ مثلاً یہ الہام : قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِھِمْ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَھُمْ ذٰلِکَ اَزْکٰی لَھُمْ (قرآن کی آیت نمبر ۳۰/۲۴ ترجمہ:

تو ایمان والوں سے کہ دے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لیے پاکیزگی کا باعث ہے) یہ براہین احمدیہ میں درج ہے اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور اس پر تئیس برس کی مدت بھی گذر گئی ہے اور ایسا ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی۔ اور اگر کہو کہ شریعت سے وہ شریعت مراد ہے جس میں نئے احکام ہوں تو یہ باطل ہے۔"

یہ ایک نیا نظریہ تھا اور نبوت باشریعت کے دعوے کو سہارا دینے کی خاطر شریعت کی نئی تعریف پیش کی گئی۔

ملفوظات جلد ۱۰ (نومبر ۱۹۰۷ء تا ۶ جولائی ۱۹۰۸ کی مدت سے متعلق صفحہ ۲۶۷) میں ایک سوال کے جواب میں کہا کہ:

"جو اعلامات الٰہیہ بھی مجھے ملے ہیں ان سے یہ نہ سمجھا جائے کہ یہ نئی شریعت یا نئی نبوت یا نبوت باشریعت ہے بلکہ انہیں کثرت الہامات کی بنا پر لغوی معنوں کی رو سے نبی یعنی جو خبریں لاتا ہے کہا گیا ہے۔"

یہاں پھر نبوت باشریعت اور نبوت بدون شریعت میں فرق کیا گیا اور یہ دعوٰی بھی اس تعریف سے متصادم ہے جو اربعین (نمبر ۴ صفحہ ۷) میں کی گئی تھی۔

رسالہ " ایک غلطی کا ازالہ" میں انہوں نے کہا کہ جہاں بھی انہوں نے نبوت یا رسالت کا انکار کیا ہے وہ اس معنی میں ہے کہ وہ اپنے ساتھ مستقل شریعت نہیں لاتے اور نہ ہی وہ مستقل نبی ہیں۔ تاہم یہ دعویٰ جہاد کی تنسیخ کے مسئلے سے متضاد ہے۔ کیونکہ جہاد کے بارے میں قرآن کریم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں واضح احکام موجود ہیں۔

دافع البلاء مطبوعہ ۱۹۰۱ء میں مرزا صاحب نے لکھا کہ " سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا"۔ (صفحہ ۱۱) حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱ پر لکھا :

" غرض اس حصّہ کثیر وحیِ الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امّت میں سے مَیں ہی ایک فرد مخصوص ہُوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امّت میں گذر چکے ہیں ان کو یہ حصّہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لیے مَیں ہی مخصوص کیا گیا اور دُوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں، کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امورِ غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی"۔

جہاد کا حکم ۱۹۰۰ء میں منسوخ کیا گیا۔ اربعین (نمبر ۴، صفحہ ۱۵) میں بیان کیا گیا کہ :

" اور جمالی رنگ کی زندگی کے لیے مسیح موعود کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مظہر ٹھہرایا۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے حق میں فرمایا گیا یضع الحرب یعنی لڑائی نہیں کرے گا۔"

مجموعہ اشتہارات (حصّہ سوم از ۱۸۹۸ء تا ۱۹۰۸ء) صفحہ ۱۹ پر مرزا صاحب نے لکھا کہ :

" مَیں یقین رکھتا ہُوں کہ جیسے جیسے میرے مُرید بڑھیں گے ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے کیونکہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے"۔

"جہاد اور گورنمنٹ انگریزی" کے صفحہ ۱۴ پر لکھتے ہیں :

" دیکھو میں ایک حکم لے کر آپ لوگوں کے پاس آیا ہوں وہ یہ ہے کہ اب سے تلوار کے جہاد کا خاتمہ ہے مگر اپنے نفسوں کے پاک کرنے کا جہاد باقی ہے"

(نیز دیکھیے الخطب الالہامیہ صفحہ ۲۹، تحفہ گولڑویہ (ضمیمہ) صفحہ ۴۱، تجلیات الٰہیہ صفحہ ۴

تریاق القلوب صفحہ ۳۲۲)۔

مرزا صاحب نے "نبی" کی جو تعریف کی ہے وہ اربعین (نمبر۴) صفحہ ۷ سے نقل کی جا چکی ہے۔ یہ کتاب ۱۹۰۰ء میں لکھی گئی تھی اور جیسا کہ اُوپر ذکر ہوا اس میں بھی جہاد کی ممانعت کے احکام موجود ہیں۔ اس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ مرزا صاحب نے مزعومہ نبی ہونے کی حیثیت سے جہاد، جو قرآنی احکام پر مبنی ہے، کو منسوخ کرنے کا حق استعمال کیا ہے۔ اور شریعت کو منسوخ کرنے کا فریضہ انجام دے کر اپنے دعوے کے مطابق نبوت تامہ حاصل کی۔ نبوّتِ تامّہ کے اس نکتے پر "مرزا بشیر احمد نے کلمۃ الفصل صفحہ ۱۱۲ اور ۱۱۳ پر بحث کی ہے۔ اس نے نبوّت کی تین قسمیں بیان کی ہیں،

۱ ـــــ حقیقی نبوّت ـ جس میں نبی صاحبِ شریعت ہوتا ہے۔

۲ ـــــ نبوّت ـ جس میں نبی صاحبِ شریعت نہیں ہوتا۔ اور

۳ ـــــ ظلّی نبوّت ـ جو قادیانی نکتۂ نظر کے مطابق رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباعِ کامل سے حاصل ہوتی ہے۔

اس اعتراض کا ذکر کرتے ہوئے کہ ظلّی نبوّت ایک گھٹیا قسم کی نبوّت ہے مرزا بشیر احمد نے اسے "نفس کا دھوکہ قرار دیا جس کی کوئی بھی حقیقت نہیں، کیونکہ ظلّی نبوت کے لیے یہ ضروری ہے کہ انسان نبی کریم صلعم کی اتباع میں اس قدر غرق ہو جاوے کہ من تو شدم تو من شدی کے درجہ کو پالے۔ ایسی صورت میں وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جمیع کمالات کو عکس کے رنگ میں اپنے اندر اترتا پائے گا حتیٰ کہ ان دونوں میں قرب اتنا بڑھے گا کہ نبی کریم صلعم کی نبوّت کی چادر بھی اس پر چڑھائی جائے گی تب جا کر وہ ظلّی نبی کہلائے گا۔ پس جب ظل کا

یہ تقاضا ہے کہ اپنے اصل کی پوری تصویر ہو اور اسی پر تمام انبیار کا اتفاق ہے تو وہ نادان جو مسیح موعودؑ کی ظلی نبوّت کو ایک گھٹیا قسم کی نبوّت سمجھتا ہے یا اس کے معنے ناقص نبوّت کے کرتا ہے وہ ہوش میں آئے اور اپنے اسلام کی فکر کرے، کیونکہ اس نے اس نبوّت کی شان پر حملہ کیا ہے جو تمام نبوّتوں کی سرتاج ہے۔ مَیں نہیں سمجھ سکتا کہ لوگوں کو کیوں حضرت مسیح موعودؑ کی نبوّت پر ٹھوکر لگتی ہے اور کیوں بعض لوگ آپ کی نبوّت کو ناقص نبوّت سمجھتے ہیں، کیونکہ مَیں تو یہ دیکھتا ہوں کہ آپ آنحضرت صلعم کے بروز ہونے کی وجہ سے ظلی نبی تھے اور اس ظلی نبوّت کا پایہ بہت بلند ہے۔ یہ ظاہر بات ہے کہ پہلے زمانوں میں جو نبی ہوتے تھے ان کے لیے یہ ضروری نہ تھا کہ ان میں وہ تمام کمالات رکھے جاویں جو نبی کریم صلعم میں رکھے گئے، بلکہ ہر نبی کو اپنی استعداد اور کام کے مطابق کمالات عطا ہوتے تھے، کسی کو بہت کسی کو کم، مگر مسیح موعودؑ کو تو تب نبوّت ملی جب اس نے نبوّت محمّدیہ کے تمام کمالات کو حاصل کر لیا۔"

یہ امر پہلے واضح ہو چکا ہے کہ عیسیٰ بن مریم کی بعثتِ ثانیہ کے انکار کی ایک وجہ یہ تھی کہ وہ ایک نبی تھے اور نبوّت تیرہ سو سال پہلے ہی ختم ہو چکی تھی۔ مرزا صاحب نے اس اصُول کو دوہرے پن سے بلند نہ رہنے دیا۔ ازالہ اوہام (صفحہ ۴۱۰) میں انہوں نے کہا کہ یہ درست ہے کہ آنے والے مسیح کو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کی اُمت میں سے نبی کہا گیا ہے، لیکن یہ نبوّت ناقصہ ہوگی۔ بعد میں مرزا صاحب نے اسے نبوّتِ کاملہ، تشریعی نبوّت اور دُوسرے نبیوں سے برتر نبوّت میں ترقی دے لی۔

مرزا صاحب نے غیر مبہم لفظوں میں کہا کہ جبریل کے بسلسلہ وحی آنے کا باب بند ہے۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۵۱۱) لیکن یہ امر بھی ان کے منصوبے یا پروگرام میں حائل نہ ہو سکا۔ انہوں نے اللہ سے براہ راست مکالمہ اور مخاطبہ کا دعویٰ کر کے جبرائیل کی ضرورت کو بے اثر کر دیا۔ لیکن یہ اہتمام بھی کافی نہ تھا اور انہیں کامل نبیوں کی سطح پر نہ پیش کر سکا تو انہوں نے دعویٰ کر دیا کہ ان کے پاس جبرائیل آیا تھا۔ حقیقۃ الوحی (صفحہ ۱۰۳) میں کہا:

"وقالوا انی لك هذا، قل هو الله عجیب، جاءنی ایل واختار وادار اصبعه واشار ان وعد الله اتی فطوبیٰ لمن وجد ورأی الامراض تشاع والنفوس تضاع"

مرزا صاحب نے اس کا اردو ترجمہ یوں لکھا ہے:

"اور کہیں گے تجھے یہ مرتبہ کہاں سے حاصل ہوا کہ خدا ذو العجائب ہے میرے پاس ایل آیا اور اس نے مجھے چن لیا اور اپنی انگلی کو گردش دی اور یہ اشارہ کیا کہ خدا کا وعدہ آگیا پس مبارک وہ جو اس کو پاوے اور دیکھے کئی طرح کی بیماریاں پھیلائی جائیں گی اور کئی آفتوں سے جانوں کا نقصان ہوگا"

حاشیے پر مرزا صاحب نے ایل کا ترجمہ جبرائیل بتایا ہے۔ جبرائیل کا نزول نبوت کی تکمیل کی علامت ہے اور یوں مرزا صاحب ایک کامل نبی بن گئے۔

ان عبارتوں سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کو ناقص نبی نہیں سمجھا جاتا تھا۔ بلکہ اس کے برعکس انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مانند کامل نبی خیال کیا جاتا تھا۔ یہی بات اس حقیقت سے بھی ثابت ہوتی ہے کہ مرزا صاحب کو مرتبے میں دیگر تمام انبیاء سے افضل مانا جاتا تھا۔

مرزا صاحب کی برابری بلکہ برتری کا سُراغ براہینِ احمدیہ حصّہ چہارم میں اپنے بارے
میں لکھی ہُوئی ان عبارتوں سے بھی لگایا جا سکتا ہے۔ انہوں نے اپنے مختلف مزعومہ الہامات
کا ذکر کیا ہے جن میں ابراہیم، داؤد، یوسف، عیسٰی وغیرہ کے اسماء آتے ہیں اور ان میں سے ہر
ایک کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ جہاں بھی ان انبیاء کا تذکرہ ہوا ہے اس سے مُراد وہ خُود ہیں۔
(دیکھیے صفحات ۵۵۵-۵۵۷)

ملفوظاتِ احمدیہ حصّہ چہارم صفحہ ۱۴۲ پر کہا گیا ہے کہ انبیاء کے کمالات کے بارہ میں
مرزا صاحب نے کہا:

"کمالاتِ متفرقہ جو تمام دیگر انبیاء میں پائے جاتے تھے وہ سب کے سب
حضرت رسول کریم میں ان سب سے بڑھ کر موجُود تھے اور اب وہ سارے
کمالات حضرت رسولِ کریم سے ظلی طور پر ہم کو (مرزا صاحب کو) عطا کیے گئے اور
اسی لیے ہمارا نام آدم، ابراہیم، موسٰی، نوح، داؤد، یوسف، سلیمان اور یحیےٰ
اور عیسےٰ ہے۔"

اور ایک اور مقام پر کہا:

"پہلے تمام انبیاء ظل تھے حضرت نبی کریم کی خاص صفات کے اور اب ہم (مرزا
صاحب) ان تمام صفات میں حضرت نبی کریم کے ظل ہیں۔"

ظل اور اصل میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ عملاً ایک دُوسرے کا ثانی یا دُہرا ہوتا ہے۔ یہی بات
مرزا صاحب کے اس دعوے سے بھی ثابت ہوتی ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام
کمالات میں ان کے ظل ہیں جب کہ دیگر تمام انبیاء میں سے ہر نبی کو کم تعداد میں کمالات حاصل
تھے۔ سو یہ امر واضح ہے کہ مرزا صاحب کے خیالات کمال یا خصیت کے مسائل میں وہ رسول پاک

صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر ہیں اور دیگر انبیاء سے برتر ہیں۔

براہین احمدیہ میں ایسی قرآنی آیات کریمہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نازل ہوئی تھیں، کی شکل میں متعدد ایسے الہامات کا تذکرہ موجود ہے۔ مرزا صاحب کا یہ دعویٰ ہے کہ یہ تمام آیات خود ان کے بارے میں بھی نازل ہوئی ہیں اور وہ ان کا مصداق ہیں۔ ایک واضح مثال آیت ۴۸/۲۸ هُوَ الَّذِىٓ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰى وَدِيۡنِ الۡحَـقِّ ہے۔ نیز آیات نمبر ۸/۱۷، ۶۸/۲، ۳/۳۱ اور ۲۲/۳۶ وغیرہ۔ اس طرح انہوں نے براہین احمدیہ میں اپنے رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر ہونے کی بنیاد رکھ دی تھی۔

انہوں نے دعویٰ کیا کہ ان پر تین لاکھ الہامات نازل ہوئے جن میں سے پچاس ہزار مختلف ذرائع سے دولت کے حصول سے متعلق تھے۔ کئی دوسرے مقامات پر مرزا صاحب نے یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی کہ انہیں عطا شدہ نشانیوں کی تعداد ان نشانیوں سے بہت ہی زیادہ ہے جو دوسرے نبیوں مثلاً نوحؑ، یوسفؑ اور عیسیٰؑ وغیرہ کو دی گئی تھیں۔

کلمۃ الفصل (ریویو آف ریلیجنز شمارہ ۳ جلد ۱۴ صفحہ ۱۴۷) میں مرزا بشیر احمد نے لکھا کہ یہ ممکن نہیں کہ جو شخص رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرے وہ کافر ہو لیکن جو شخص مسیح موعود کا منکر ہو وہ کافر نہ ہو۔ اگر ظہورِ اول کا انکار کفر ہے تو ظہورِ ثانی جس میں مسیح موعود کے مطابق اس کی روحانیت زیادہ قوی، اکمل اور اتم ہے کے انکار کو کفر نہ سمجھا جائے۔

ظہورِ ثانی مرزا صاحب کی نبوت ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت اور مرزا صاحب کی روحانیت کا موازنہ کرتے ہوئے کہا جاتا ہے کہ یہ زیادہ قوی، اکمل اور اتم ہے اور یہ ان کی رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی برتری کا پیمانہ ہے۔ یہ امر اس واقعہ سے بھی ثابت ہوتا ہے جو مرزا صاحب کی زندگی میں رونما ہوا۔ ایک شاعر قاضی اکمل جو مرزا صاحب کا پیرو تھا نے ایک

ستائش میں ایک قصیدہ لکھا جو قادیان کے اخبار البدر مؤرخہ ۲۵ر اکتوبر ۱۹۰۲ء میں شائع ہوا قصیدے کا ایک شعر تھا: ؎

محمد پھر اُتر آتے ہیں ہم میں — اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں

(دیکھیے پیغام صلح لاہور شمارہ ۴۷ جلد ۳۲ مؤرخہ ۳۰ر نومبر ۱۹۴۴ء، قادیانی مذہب صفحات ۲۶۰ - ۲۶۱)۔

اس شعر میں محمدؐ کے پھر اُتر آنے کا مطلب یہ ہے کہ محمد مرزا صاحب کی شکل میں دوبارہ آگئے اور ان کی شان و شوکت رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے بڑھ کر ہے (الخطب الالہامیۃ)

اگلا قدم اپنے اُوپر ختم نبوت کا دعویٰ ہے۔ یہ مندرجہ ذیل سے واضح ہوتا ہے:

"محمدی ختم نبوت کی اصل حقیقت کو دُنیا میں کما حقہٗ کوئی نہیں جو سمجھ سکتا ہو سوائے اس کے جو خود حضرت خاتم الانبیاء کی طرح خاتم الاولیاء ہے۔ کیونکہ کسی چیز کی اصل حقیقت کا سمجھنا اس کے اہل پر موقوف ہوتا ہے اور یہ ایک ثابت شدہ امر ہے کہ ختمیت کا اہل یا حضرت محمد رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا حضرت مسیح موعود ہے۔" (تشحیذ الاذہان قادیان نمبر ۸ جلد ۱۲، ۱-۲ر اگست ۱۹۱۷ء)۔

"غرض اس حصہ کثیر وحی الہٰی اور امورِ غیبیہ میں اس امّت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہُوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس اُمت میں سے گذر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لیے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دُوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں کیونکہ کثرتِ وحی اور کثرتِ امورِ غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی اور ضرور تھا کہ ایسا ہوتا تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کی پیشگوئی صفائی سے پوری ہو جاتی۔ کیونکہ اگر دوسرے صلحا جو مجھ سے پہلے گذر چکے ہیں وہ اسی قدر مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ اور امور غیبیہ سے حصہ پا لیتے تو وہ نبی کہلانے کے مستحق ہو جاتے تو اس صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی میں ایک رخنہ واقع ہو جاتا۔ اس لیے خدا تعالیٰ کی مصلحت نے ان بزرگوں کو اس نعمت کو پورے طور پر پانے سے روک دیا تا جیسا کہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ ایسا شخص ایک ہی ہو گا وہ پیشگوئی پوری ہو جاوے۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱)۔

یہ عبارت مرزا صاحب کے اس نقطۂ نظر کو واضح کرتی ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وہ واحد نبی ہیں اور ان کا بروز ہونے کی بنا پر وہ اس نام کے مستحق ہوتے ہیں تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں بلکہ مرزا صاحب آخری نبی ہیں۔ یہ امر درج ذیل عبارتوں سے مزید واضح ہوتا ہے:

"کیونکہ میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں۔" (ایک غلطی کا ازالہ ص۵)۔

"میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں اور اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں۔" (کشتی نوح صفحہ ۵۶)۔

"وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ اس آیت میں ایک پیشگوئی مخفی ہے اور وہ یہ کہ اب نبوت پر قیامت تک مہر لگ گئی ہے اور بجز بروزی وجود کے جو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ہے، کسی میں یہ طاقت نہیں کہ کھلے کھلے طور پر نبیوں کی طرح خدا سے کوئی علم غیب پاوے اور چونکہ وہ بروز محمدی جو قدیم سے موعود تھا وہ میں ہوں اس لیے بروزی رنگ کی نبوت مجھے عطا

کی گئی ہے اور اس نبوت کے مقابل اب تمام دُنیا بے دست وپا ہے کیونکہ نبوّت پر مہر ہے۔ ایک بروز محمدی جمیع کمالاتِ محمدی کے ساتھ آخری زمانے کے لیے مقدر تھا سو وہ ظاہر ہو گیا۔" (ایک غلطی کا ازالہ)

"معلوم ہوا کہ ختمیت ازل سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئی، پھر اس کو دی گئی جسے آپ کی رُوح نے تعلیم دی اور اپنا ظل بنایا (ما الفرق فی آدم والمسیح الموعود ضمیمہ الخطب الالہامیہ صفحہ ب)۔"

"آخری زمانے کے لیے خدا نے مقدر کیا ہوا تھا کہ وہ عام رجعت کا زمانہ ہو گا تا یہ اُمتِ مرحُومہ دُوسری امتوں سے کسی بات میں کم نہ ہو۔ پس اس نے مجھے پیدا کر کے ہر ایک گذشتہ نبی سے مجھے اس نے تشبیہ دی کر وہی میرا نام رکھ دیا۔ چنانچہ آدمؑ، ابراہیمؑ۔ نوحؑ۔ موسیٰؑ۔ داوٗدؑ، سلیمانؑ، یحییٰؑ، عیسیٰؑ وغیرہ یہ تمام نام براہین احمدیہ میں میرے رکھے گئے اور اس صُورت میں گویا تمام انبیاء گذشتہ اس اُمت میں دوبارہ پیدا ہو گئے یہاں تک کہ سب کے آخر مسیحؑ پیدا ہو گیا اور جو میرے مخالف تھے ان کا نام عیسائی اور یہُودی اور مشرک رکھا گیا۔"

(نزول المسیح صفحہ ۴، کلمۃ الفصل صفحہ ۱۳۳)

ان تحریروں کی توضیح مرزا صاحب کے جانشینوں نے کی۔ مرزا بشیر احمد نے کلمۃ الفصل ص۶ میں کہا:

"اب اگر آپ کے بعد بھی بہت سے نبی آجاتے تو پھر آپ کی شان لوگوں کی نظروں سے گر جاتی کیونکہ آپ کے بعد بہت سے نبیوں کے ہونے کے یہ معنی ہیں کہ نعوذ باللہ محمد رسُول صلعم کا درجہ اتنا معمولی ہے کہ بہت سے لوگ محمد رسول اللہ بن سکتے ہیں

کیونکہ جو کوئی بھی ظلّی نبی ہوگا وہ بوجہ نبی کریم صلعم کے تمام کمالات حاصل کر لینے کے محمد رسولؐ ہی کہلائے گا۔ پس اس لیے اُمّتِ محمدیہ میں صرف ایک شخص نے نبوّت کا درجہ پایا۔"

اس سے معاملہ طے ہو جاتا ہے۔ بابِ نبوّت کو کھولنے کے تمام نظریات تنہا مرزا صاحب ہی کی خاطر تھے اور جو استدلال بابِ نبوّت کے کھولنے کے خلاف درست تھا اسے بالآخر اختیار کر لیا گیا، لیکن مرزا صاحب کے مفاد کی خاطر صرف ایک استثنا کرنے کے بعد۔

"اس حقیقت کو حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتاب اعجاز المسیح میں بھی بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے اور کھول کھول کر بتایا ہے کہ نبی کریمؐ کے دو بعث ہیں۔ بعث اوّل میں اسم محمدؐ کی تجلّی تھی مگر بعث دوم اسم احمد کی تجلّی کے لیے ہے" (یعنی مرزا صاحب بطور بروز) (کلمۃ الفصل صفحہ ۱۴۰)، یوں تیسری بعث کی نفی کر دی گئی۔

تشحیذ الاذہان قادیان (نمبر ۸ جلد ۱۲ صفحہ ۱۱ اگست ۱۹۱۷ء) میں بیان کیا گیا ہے کہ "آنحضرت صلعم کے بعد صرف ایک ہی نبی کا ہونا لازم ہے اور بہت سارے انبیاء کا ہونا خدا تعالیٰ کی بہت ساری مصلحتوں اور حکمتوں میں رخنہ واقع کرتا ہے" (قادیانی مذہب صفحہ ۱۹۶)۔

اسی پرچے کے شمارہ مارچ ۱۹۱۴ء (نمبر ۳ جلد ۹ صفحہ ۳۰ - ۳۲) میں مزید بیان کیا گیا:

"پس ثابت ہوا کہ اُمّتِ محمدیہ میں ایک سے زیادہ نبی کسی صورت میں نہیں آ سکتے چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمّت میں صرف

ایک نبی اللہ کے آنے کی خبر دی ہے جو مسیح موعود ہے اور اس کے سوا قطعاً کسی کا نام نبی اللہ یا رسول اللہ نہیں رکھا اور نہ کسی اور نبی کے آنے کی آپ نے خبر دی ہے بلکہ لَانَبِیَّ بَعْدِی فرما کر اوروں کی نفی کر دی اور کھول کر بیان فرمادیا کہ مسیح موعود کے سوا میرے بعد قطعاً کوئی نبی یا رسول نہیں آئے گا" (قادیانی مذہب صفحہ ۱۹۷)۔

اب مرزا صاحب اور ان کے جانشینوں کے ان دعووں کا کچھ متضاد بیانات سے موازنہ کیجئے۔

"ایک غلطی کا ازالہ" (صفحہ ۷) میں مرزا صاحب لکھتے ہیں:

"اب ممکن نہیں کہ کبھی یہ مہر ٹوٹ جائے۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم نہ ایک دفعہ بلکہ ایک ہزار دفعہ دنیا میں بروزی رنگ میں آجائیں اور بروزی رنگ میں اور کمالات کے ساتھ اپنی نبوّت کا اظہار کریں۔"

لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۲۲ پر مرزا صاحب نے کہا:

"لہٰذا ضرور ہوا کہ تمہیں یقین اور محبّت کے مرتبے پر پہنچانے کے لیے خدا کے انبیاء وقتاً بعد وقت آتے رہیں۔"

میاں بشیر الدین محمود نے کہا کہ "ہزاروں نبی ہوں گے۔" (انوار خلافت صفحہ ۶۲ از قادیانی مذہب صفحہ ۱۸۰)

"ہاں قیامت تک رسول آتے رہیں گے" (الفضل قادیان مؤرخہ ۲۷ فروری ۱۹۲۷)

نمبر ۶۸ جلد ۱۴ مرزا بشیرالدین محمود بحوالہ قادیانی مذہب صفحہ ۱۸۱)۔

حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۱۳۸ پر اس نے ایک مختلف بات کہی ہے کہ " اس لیے ہم اس اُمت میں صرف ایک ہی نبی کے قائل ہیں، آئندہ کا حال پردۂ غیب میں ہے۔" (قادیانی مذہب صفحہ ۱۷۹)

ایک سوال کے جواب میں اس نے لکھا:

" آپ کا چوتھا سوال یہ ہے کہ مرزا صاحب کے بعد کوئی اور نبی آئیگا یا آسکتا ہے۔ اگر کوئی اور نبی نیا مبعوث ہو تو احمدی لوگ اس پر ایمان لائیں گے یا نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے بعد نبی آسکتا ہے، آئے گا کے متعلق میں قطعی طور پر کچھ نہیں کہہ سکتا۔ ہاں حضرت مسیح علیہ السلام کی کتب سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ایسا نبی آئے گا، اس پر ایمان لانا احمدیوں کے لیے ضروری ہوگا" (مکتوب میاں بشیرالدین محمود احمد مندرجہ الفضل قادیان مورخہ ۲۹ اپریل ۱۹۲۷ء نمبر ۸۵ جلد ۱۴ بحوالہ قادیانی مذہب صفحہ ۱۷۹)۔

نبیوں کی آمد کے نظریے میں ایک مزید تبدیلی اُن کے اس جواب میں نظر آتی ہے جو اس نے اس سوال پر دیا کہ " حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام (مرزا صاحب) کے بعد بھی جب نبی آنے کا امکان ہے تو آپ کو آخری زمانے کا نبی کہنے کا کیا مطلب ہے" اس کا جواب یہ تھا:

" آخری زمانے کا نبی اصطلاح ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ (مرزا صاحب) کے توسط کے بغیر کسی کو نبوت کا درجہ حاصل نہیں ہو

سکتا۔" (خطبہ جمعہ میاں بشیر الدین محمود مندرجہ الفضل نمبر ۱۲۰ جلد ۲
مورخہ ۲، مئی ۱۹۳۱ء بحوالہ قادیانی مذہب صفحہ ۱۸۰)۔

مرزا صاحب اور اُن کے جانشین کے یہ تمام مختلف بیانات مرزا صاحب کی اس پالیسی کے عین مطابق ہیں کہ ایک ہی کتاب یا رسالے میں بیک وقت یا بعد میں دوسری کتابوں یا رسالوں میں مختلف بلکہ متضاد باتیں کہہ دی جائیں۔ بہرحال مرزا صاحب کی کتابوں اور کلمۃ الفصل اور تشحیذ الاذہان کے اقتباسات اس امر کو ثابت کرتے ہیں کہ مرزا صاحب نے حقیقتاً اپنے آخری نبی ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔

مذکورہ کتاب کے سرورق کا عکس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی اخویم حکیم محمد حسین صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ اِس وقت میاں یار محمد
بھیجا جاتا ہے۔ آپ اشیاء خریدنی خود خرید دیں اور ایک
بوتل ٹانک وائن کی پلومر کی دوکان سے خرید دیں۔ مگر ٹانک
وائن چاہیئے۔ اسکا لحاظ رہے۔ باقی خیریت ہے۔ والسلام
مرزا غلام احمد عفی عنہ

کتاب میں چھپے ہوئے خط کا عکس

مرزا غلام احمد طاقت کے لیے شراب استعمال کرتے تھے

مرزا صاحب کے ایک عقیدتمند حکیم محمد حسین قریشی مالک کارخانہ رفیقُ الصّحت حویلی کابلی مل لاہور نے وہ تمام خطوط جمع کر کے چھاپے تھے جو مرزا صاحب نے ان کے نام مختلف اوقات میں لکھے۔ یہ خط بھی مرزا صاحب کے انھی خطوط میں سے ایک ہے:۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مُحبّی اخویم حکیم محمدؐ حسین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اِس وقت میاں یار محمدؐ بھیجا جاتا ہے آپ اشیاء خریدنی خُود خرید دیں، اور بوتل ٹانک وائن کی پلومر کی دکان سے خرید دیں۔ مگر ٹانک وائن چاہیئے۔ اِس کا لحاظ رہے۔ باقی خیریت ہے۔[1]

والسّلام
مرزا غلام احمد عفی عنہٗ

قادیانی اُمّت کے باشعور افراد بتائیں فیصلہ خود کریں۔

---

[1] خطوط امام بنام غلام ص۵ مطبوعہ حمید سٹیم پریس لاہور
خط اور مذکورہ کتاب کے ٹائیٹل کا عکس اندرونی صفحات پر ملاحظہ فرمائیں

مرزا غلام احمد طاقت کے لیے شراب استعمال کرتے تھے

مرزا صاحب کے ایک عقیدتمند حکیم محمد حسین قریشی مالک کارخانہ رفیق الصحت حویلی کابلی مل لاہور نے وہ تمام خطوط جمع کر کے چھاپے تھے جو مرزا صاحب نے ان کے نام مختلف اوقات میں لکھے۔ یہ خط بھی مرزا صاحب کے انھی خطوط میں سے ایک ہے:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مُحبّی اخویم حکیم محمد حسین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اِس وقت میاں یار محمد بھیجا جاتا ہے آپ اشیاء خریدنی خُود خرید دیں، اور بوتل ٹانک وائن کی پلومر کی دکان سے خرید دیں۔ مگر ٹانک وائن چاہیے۔ اِس کا لحاظ رہے۔ باقی خیریت ہے۔

والسلام

مرزا غلام احمد عفی عنہ

قادیانی اُمت کے باشعُور افراد بتایا فیصلہ خود کریں۔

---

1. خطوط امام بنام غلام ص۵ مطبوعہ حمید سٹیم پریس لاہور

خط اور مذکورہ کتاب کے ٹائیٹل کا عکس اندرونی صفحات پر ملاحظہ فرمائیں

عقیدۂ ختمِ نبوّت

اور

مرزا غلام احمد قادیانی

زیرِ نگرانی: پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری

مُرتّبہ

علی اکبر قادری

محمد الیاس اعظمی

شعبہ تحفظِ ناموسِ ختمِ نبوّت

ادارہ منہاج القرآن

مرکزی سیکرٹریٹ، ۳۶۵- ایم ماڈل ٹاؤن لاہور

فون: ۸۵۴۹۲۲ — ۴۲ — ۹۲